15

یَا اللّٰہُ جَلَّ شَانُہٗ — یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

یا حبیب کبریا فریاد ہے ❊ یا محمد مصطفےٰ فریاد ہے

(از حاجی امداد اللہ مرشد وہابیاں)

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا ط

(اس آیت کریمہ کا صحیح قواعد نحویہ کے مطابق ترجمہ)

اے لوگو میرے رسول تم کو بلائیں تو آپس میں ایک دوسرے کو بلانے کی طرح نہ بناؤ

(کہ تم اس پکار پر کان نہ دھرو)

ایک منقولہ فتویٰ از فتاوٰی احمدیہ نعیمیہ غیر مطبوعہ تصنیف جناب

استاذ محترم صاحبزادہ اقتدار احمد خاں شیخ الحدیث جامعہ غوثیہ نعیمیہ گجرات



میزائل

(یَا مُحَمَّدُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ) . صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

کا نعرہ لگانا اور گھروں اور مسجدوں میں باادب مقام پر لکھنا بالکل جائز اور باعث برکت ہے

عبد اللطیف وہابی کے رسالوں کا مکمل جواب

: تصنیف :

جناب مولانا مولوی محمود احمد صاحب قادری نعیمی گجرات

طابع و ناشر: نعیمی کتب خانہ، گجرات (پاکستان)

ابوالہمام محمد اشتیاق فاروقی مجددی رضوی

اہلِ سُنّت سے اپیل!

حضرت حکیمُ الامّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایمان افروز تصنیف

بخاری شریف کی عربی شرح

کی

کتابت شروع ہو چکی ہے غالباً اس کی کتابت وطباعت پر ساٹھ ہزار روپیہ خرچ ہوگا ادارہ (نعیمی کتب خانہ) کے پاس اتنی رقم نہیں ہے سیئے اہلسنت کے مخیر حضرات سے اپیل ہے کہ بطور قرضہ یا امداد یا بغرض تجارت یا بغرض خیرات کتب اپنی رقم سے ہماری امداد فرمائیں تاکہ

بُخاریُ شریفُ کی عربی شرحُ

پہلی دفعہ جلد چھپ جائے۔ (نوٹ): ہر شخص کو رقم کی پکی رسید دی جائیگی تھوڑے دنوں کے بعد اسکو طباعت وغیرہ کی اطلاع دی جاتی رہے گی۔

پیشکش:

اقتدار احمد خاں

یا اللہُ جَلَّ جَلَالُہٗ

۹۲ ۲۰۶
یا محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ❁ یا رسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

دیباچہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَرَءُ وْفُ الرَّحِیْمِ

حمد وصلوٰۃ کے بعد بندہ حقیر محمود احمد قادری نعیمی عرض پرداز ہے کہ ویسے تو سارے دیوبندی وہابی ہی اپنی بے ادبیوں گستاخیوں کی وجہ سے اپنی عقل اور خرد کے علاوہ علم سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے ہیں مگر گجرات کا غیر مشہور وہابی عبد اللطیف افضل بالکل ہی کم علم ہے کسی چھوٹے سے وہابی مُلّاں سے صرف قرآن مجید کا ترجمہ رٹ لیا ہے اس بناپر وہ اپنے آپ کو بہت بڑا علامہ سمجھنے لگ گیا اور گستاخی بے ادبی میں بھی پر پرزے نکالتے ہوئے سب سے زیادہ ہی آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس سے پیشتر چند مرتبہ میری اور اُس کی زبانی اور تحریری گفتگو ہو چکی ہے اُس کی پوری قابلیت کا مجھ کو اُسی دن پتہ لگ گیا تھا جس دن مجھ سے زبانی مناظرے کے وقت لوگوں کے سامنے ایک چھوٹے سے سوال کا جواب نہ دینے پر تھر تھر کانپنے لگ گیا تھا اور پھر مناظرے سے راہ فرار اختیار کی میرے چند علمی سوالات ابھی تک اس کی طرف سے جواب کے پیاسے ہیں مگر یہ آج تک اُنکے جواب نہ دے سکا اور پھر میری طرف سے اتنی گھبراہٹ ہے کہ اگر سرِ راہ دُور سے مجھ پر نظر پڑ جائے تو رستہ چھوڑ کر اِدھر اُدھر غائب ہو جاتا ہے چند دن پیشتر میرے اُستاد محترم شیخ التفسیر محقق اعظم مفتی اسلام حضرت صاحبزادہ اقتدار احمد خاں صاحب شیخ الحدیث مدرسہ غوثیہ نعیمیہ گجرات کے پاس گجرات فتو پورہ کے محلے سے یعقوب نامی ایک صاحب نے ایک استفتا علیحدہ کاغذ پر اور [illegible] چھوٹے چھوٹے

OT ON ZERO5

رسالے ارسال کئے جس میں ان دونوں چند ورقی رسالوں کے جواب کا مطالبہ تھا استاد محترم نے غالباً سرورقی نام پڑھ کر ہی وہ دونوں رسالے میرے حوالے کئے اور مجھے حکم فرمایا کہ اس کا جواب تم لکھو کیونکہ اس مصنف سے تمہاری پرانی آشنائی ہے استاد محترم کے حکم کی بناء پر میں نے وہ دونوں رسالے اسی وقت پڑھے اور اندازہ لگالیا کہ اس جاہلانہ رسالے کا جواب قبلہ استاد محترم کے علمی مقام کی بناء پر خود ان کو دینا پسند اں مناسب نہ تھا اور جاہلوں کے منہ لگنا انکی شایان شان نہیں اس جیسی جاہلانہ عبارتوں کے جواب کیلئے مجھ جیسے ادنیٰ شاگرد کافی ووافی ہیں لہٰذا اگلے صفحات پر وہابی مذکور کے دونوں رسالوں کا مکمل دندان شکن جواب ملاحظہ فرمایئے۔

ہاں قارئین کرام کے علمی شوق کو مدنظر رکھتے ہوئے استاد محترم صاحبزادہ اقتدار احمد خاں کا وہ فتویٰ جو آپ نے کئی سال پیشتر مولوی احتشام الحق تھانوی کی ایک تقریر کے رد میں اسی مسئلے پر تحریر فرمایا تھا۔ مناسبت کی بناء پر اس جواب میں ان کے مجموعہ فتاویٰ غیر مطبوعہ سے نقل کیا جاتا ہے بوجہ ادب واحترام کے وہ فتویٰ مبارکہ پہلے لکھا گیا اس کے بعد فقیر کے قلم سے آخری صفحات پر لطیف وہابی کے دونوں رسالوں کا جواب تحریر ہے قارئین سے تمنائے غور وتوجہ ذی علم حضرات سے امید انصاف رسول اکرم سے التجائے قبولیت اللہ رحمان الرحیم سے ظن بخشش وطلب رضا وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق۔ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَعِیْنُ

محمود احمد قادری نعیمی ۱۵/۱/۸۵

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ ہمارے محلے فتوپورہ کا ایک وہابی عبداللطیف افضل نے دو رسالے شائع کئے ہیں اس میں نبی پاک کی شان میں بہت گستاخیاں بے ادبیاں کی ہیں تحریر اور شکل وصورت اور گفتگو سے بالکل ان پڑھ اور جاہل معلوم ہوتا ہے مگر ہمارے محلے کے چند وہابی ان دو ورقی رسالوں کو لئے پھرتے ہیں، اور خواہ مخواہ فرقہ وارانہ فساد پھیلانے کے درپے ہیں لہٰذا آپ کی خدمت میں التماس ہے کہ آپ ان ورقوں کا مکمل تحریری جواب عطا فرمائیں تاکہ ان گستاخوں بے دینوں کے منہ بند کئے جاسکیں بینوا توجروا

سائل۔ محمد یعقوب محلہ فتوپورہ گجرات کریانہ فروش۔

(نوٹ) یہ تھا وہ سوال جو استادِ محترم کی خدمت میں دو رسالوں کے ساتھ بھیجا گیا ان رسالوں کا جواب صفحہ ۲۰ پر میرے قلم سے ملاحظہ فرمائیں۔ اس جواب سے پہلے صاحبزادہ صاحب کا فتویٰ۔ در رسالہ تھانوی تحریر ہے۔

الراقم: مولوی محمود احمد قادری نعیمی محلہ علی مسجد گجرات۔ ۵/۱۵

مدلل فتویٰ

از قلم شیخ الحدیث استاذ العلماء مولانا مفتی [illegible] احمد صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر پکارنا جائز ہے کہ نہیں ہمارے یہاں کراچی کے ایک راوی اور مشہور خطیب احتشام الحق صاحب تھانوی نے چند ماہ پیشتر ایک جلسے میں تقریر کرتے ہوئے یہ کہا کہ نبی پاک کو یا محمد کہہ کر پکارنا ناجائز اور حرام ہے اور کہا کہ ایسا کہنا بے ادبی ہے اور دلیل میں یہ آیت پیش کی لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا فرمایا جائے کہ مولوی احتشام الحق تھانوی کی یہ تقریر درست ہے یا غلط اور مولوی احتشام الحق صاحب کی دلیل کہاں تک درست ہے جلد از جلد جواب عطا فرمایا جائے ہم آپ کے فتوے کو اشتہاری شکل میں شائع کریں گے۔ سائل محمد جمیل، ناصر کراچی

بعون العلام الوہاب

الجواب

سوال مذکورہ میں جس آیت سے استدلال پیش کیا گیا ہے اس سے مذکورہ خطیب کی کم علمی واضح ثابت ہے یہی نہیں بلکہ تمام دیوبندی حضرات قرآن مجید کی سمجھ سے بالکل کورے ہیں از تھانہ بھون تا دیوبند واز دیوبند تا جھمرہ و کراچی کسی دیوبندی کو قرآن مجید کی فہم نہیں چنانچہ اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں تو [illegible] کا ترجمہ بھی صحیح نہ کر سکے اور اگر بندی اٹھے تو انھوں نے لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ کے ترجموں میں لغزشیں کیں اور اس کی غلط فہم سے یا رسول اللہ کے نعروں کے ناجائز ہونے پر اختلافی دلیل بنائی اور ادھر مولوی احتشام الحق تھانوی نے اپنے مذہب کو بچانے کے لئے لَا تَجْعَلُوْا والی مذکورہ فی السوال آیت سے غلط دلیل پکڑ کر لوگوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کی صحابہ کرام سے لے کر آج تک تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ یا محمد یا رسول اللہ کہنا بالکل جائز اور باعث برکت ہے نہ بے ادبی ہے نہ برائی بلکہ نبی پاک کی عظیم نعت ہے

بندۂ رسول اس نعرے کے لگانے اور سننے سے خوش ہوتے ہیں (لاتجعلوا) کا وہ مطلب نہیں جو مولوی
احتشام الحق صاحب نے اپنی ناسمجھی کی بنا پر عوام کو دھوکہ دینے کے لئے بیان کیا یہی بے ادبی سے
بچایا دیوبندیوں کا مقصد بجز دیوبندی تو بے ادب اور بے ادب بنانے والے ہیں اگر احتشام الحق تھانوی
نبی کریم کے ادب و احترام میں بنتا ہی مخلص ہیں تو ان کو چاہیے کہ آؤ مسلمانوں کو اشرف علی تھانوی
خلیل احمد دیوبندی حسین علی وان بھچراں کی گستاخی اور بے ادب عبارتوں سے بچائیں جو ہمیں کفر میں
مگر اس طرف کبھی نہیں آئیں گے وجہ ظاہر ہے کہ ان کا مقصد اپنے گستاخ شرک مذہب کو ثابت اور
نبی پاک سے مدد دینے والے اور حاضر ناظر کہنے والے عقیدے سے مسلمانوں کو علیحدہ کر کے گستاخ
بنانا ہے خیال رہے کہ شریعت اسلامیہ کے بعض قوانین از ابتدا محکم ہیں بعض منسوخ بھی ہوتے رہتے
مگر شرک اور بے ادبی ایسے عظیم قانون ہیں جو ہمیشہ محکم ہی رہے کبھی منسوخ نہ ہوئے اسی طرح اسلام
کے بعض قوانین میں بعض لوگ مستثنیٰ ہو جاتے ہیں جس طرح زکوٰۃ قربانی حج وغیرہ کہ اس میں غریب اور
مستثنیٰ فرشتے اور حیوانات و نباتات جمادات بھی ان مذکورہ احکام سے علیحدہ ہیں لیکن شرک اور گستاخی
بے ادبی کی حرمت والے قانون سے کوئی شخص انسان فرشتہ جن حیوان نباتات جمادات مستثنیٰ اور علیحدہ
نہیں ہو سکتے سب پر گستاخی اور شرک سے بچنا فرض عین ہے چنانچہ ایک موقع ابلیس جن نے حضرت
آدم کی گستاخی کی اس کو ازلی مردود جہنمی بنا دیا گیا ایک دفعہ گرگٹ جانور نے وہابیوں کی طرح حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی گستاخی کی اس کا مارنا حدیث پاک کے حکم سے کار ثواب ہو گیا مور پرندے نے نبی پاک
سے عداوت کی اور گستاخانہ دشمنی کی اس کو جہنم کا ایندھن بنا دیا گیا اسی لئے ہمارے ایک [illegible] صاحب نے
وہابیوں کی فہرست میں جیسی گرگٹ اور میر سپاہ کو بھی وہابی ثابت کیا ہے بہرحال قانون شریعت
کے مطابق نبی کریم کا ادب اور احترام سب سے بڑی عبادت ہے جس طرح عبادت جتنی کی جائے
اتنی ہی باعث اجر اور ثواب ہے بالکل اسی طرح آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب جان و ایمان کی
روح کی چمک کا باعث ہے گویا کہ نماز روزہ سجدہ جسم کی عبادت ہے اور نبی پاک کا ادب احترام
نعت خوانی ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کا چرچا جان اور ایمان کی عبادت ہے۔

ZERO 5

شرح ۸: مغز قرآن روح ایماں جان دیں ؛ ہست حب رحمۃ للعلمین ؛

نبی کریم کے ادب میں اگر ذرہ بھر کمی کا شائبہ پڑتا ہو تو اس سے اجتناب واجب ہے میری تحقیق اور شرعی فتوے کے ماتحت لفظ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز سے پکارنا مسجد اور مقدس مقامات میں بلند جگہ پر لکھنا بہت ہی باعث برکت اور رحمت ہے اس میں بے ادبی کا احتمال تک نہیں بلکہ صوفیا کرام کے قول کے مطابق بہتر یہ ہے کہ مسلمان اہلسنت والجماعت اپنے گھروں دفتروں وغیرہ میں مقدس مقامات پر عزت کی جگہ یا محمد یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک خوبصورت چوکھٹہ فریم کرا کر یا دیواروں پر خوشنما لکھائیں جس گھر میں یہ نام پاک لکھے ہونگے ۔ وہ گھر بہت سی مصیبتوں سے بچا رہے گا ۔ اور بجائے صرف یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لکھنے کے یا محمد یا رسول اللہ لکھا اور کہا جائے اور ہر مسجد میں محراب کی جگہ ضرور لکھا جائے ۔ اس فتوے پر مندرجہ ذیل دلائل ہیں ۔ دلیل نمبر ۱ اللہ کریم میدان محشر میں اپنے حبیب پاک کو بڑے پیار محبت سے تمام کائنات کے سامنے یا محمد کہہ کر خطاب فرمائے گا ۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۸۸ پر ہے ۔ فَاَحْمَدُہٗ بِتِلْکَ الْمَحَامِدِ وَاَخِرُّ لَہٗ سَاجِدًا فَیَقَالُ یَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاْسَکَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطِہْ (الخ) ترجمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن میں ایسی حمد کرونگا ۔ جو آج تک نہ کی اور اللہ رب کریم کی بارگاہ میں سر جھکاؤنگا ۔ سجدہ کرتے ہوئے کہا جائیگا یا محمد اپنا سر اٹھایئے جو فرماؤ گے سنا جائے گا ۔ (الخ) اس حدیث پاک میں بہت جگہ لفظ یا محمد سے خطاب ہے ۔ اگر یہ بے ادبی ہوتی تو سب کے سامنے اسطرح کیوں فرمایا جاتا قرآن کریم کا یا محمد سے خطاب نہ فرمانا ۔ یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ سے خطاب فرمانا ۔ منکرین نبوت کے سامنے اظہار نبوت و رسالت مقصود کیونکہ کافر لوگ یا محمد کہنے کو بُرا نہ جانتے تھے ۔ بلکہ یا رسول اللہ کہنے کے منکر تھے وہ کافر لفظ محمد کو صرف آپ کا نام سمجھتے تھے ترجمے کی طرف توجہ نہ کرتے تھے ۔ اسی لئے جب ابوجہل کو محمد کے ترجمہ کی طرف متوجہ کیا گیا ۔ تو اس نے یا محمد بھی کہنا چھوڑ دیا ۔ اور مزمم مزمم بکنے و گستاخی کرنے لگا ۔ میرے آقا محمد مصطفےٰ کو پتہ لگا تو آپ نے مسکرا کر فرمایا وہ کسی مزمم کو بُرا کہتا ہوگا ۔

ہم تو محمد ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن کریم میں یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ جیسے کلمات طیبہ سے خطاب کرنے سے پتہ لگا کہ کافر اور گستاخ جس چیز سے دکھ کرتے ہوں یا جس چیز سے منکر ہوں۔ اسی لفظ سے نبی کریم کو خطاب کرنا افضل ہے۔ تو چونکہ آجکل وہابیوں کو لفظ یا محمد اور یا رسول اللہ سے بہت دکھ ہے اور انہی کے منکر ہیں۔ لہٰذا ان الفاظ کا بہت چرچا کرو۔ اس حدیث پاک میں تو حشر کے میدان میں خطاب کا ذکر ہے۔ دیگر متعدد احادیث قدسیہ میں بھی یا محمد کا خطاب موجود ہے اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے خطاب کیا وہ بڑا ہے ہمارے لئے منع ہے کہ ہم چھوٹے ہیں تو جواب میں دوسری دلیل دیکھو دلیل نمبر (۲) حضرت جبریئل بارگاہ رسالت میں آکر عرض کرتے ہیں۔ یَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِیْ چنانچہ مشکوٰۃ شریف بحوالہ بخاری مسلم صہ۱۱ پر ہے۔ بروایت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ یَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ (الخ) ترجمہ جبریئل نے عرض کیا یا محمد خبر دیجئے مجھ کو اسلام کے بارے میں اسی طرح معراج کی رات میں جبریل نے یا محمد کہہ کر خطاب کیا چنانچہ تاریخ عبدالملک بن ہشام جلد اول باب المعراج صہ۲۱۶ پر ہے۔ فَقَالَ جِبْرِیْلُ هُدِیْتَ وَهُدِیَتْ اُمَّتُكَ یَا مُحَمَّدُ کیا جبریئل بھی بڑے ہیں۔ آپ تو نبی اکرم کے شاگردوں خادموں میں ہیں۔ حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں:۔

شعر:۔ سب دیکھو نور محمد کا — سب زیج ظہور محمد کا
جبریل مقرب خادم ہیں — سب جا مشہور محمد کا

اگر۔ یا محمد کہنا بے ادبی ہوتا تو حضرت جبریل کبھی ایسا خطاب نہ کرتے کون بے وقوف کہہ سکتا ہے کہ مَعَاذَ اللّٰہ حضرت جبریل نے بے ادبی کی یا آپ بے ادب ہیں ہرگز نہیں کیونکہ بے ادب گستاخ ہوتا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ کافر ہوتا ہے یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ حضرت جبریل اس ممانعت سے علیحدہ اور مستثنیٰ ہیں کیونکہ بے ادبی گستاخی سب کے لئے حرام ہے۔ جسطرح باپ کی سب اولاد پر باپ کا احترام فرض۔ اولاد چھوٹی ہو یا بڑی حاکم ہو یا محکوم۔ وزیر ہو جائے یا بادشاہ عالم یا پیر مرشد۔ ولی ہو یا غوث قطب اسی طرح نبی کے سب امتیوں پر نبی علیہم الصلوٰۃ والسلام کا

ادب احترام فرض ہیں جبریل ہوں یا میکائیل واسرافیل۔ فرشتہ یا جن۔ انسان ہو یا حیوان جمادات ہوں یا نباتات۔ کیونکہ یہ سب ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمْ کے اُمتی ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے سورۃ انعام آیت نمبر (۳۸) وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْہِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُکُمْ۔ ترجمہ نہیں ہے دُنیا میں کوئی چرند وپرند ایسا جو اُڑتا ہے مگر اے مسلمانو تمہاری ہی طرح امت ہیں کسی کی؟

نبی کریم کی۔ جب سب مخلوق نبی کریم کی امت بن گئی تو سب پر ادب فرض اور ادب جیسی عبادت و ریاضت سے کوئی مستثنیٰ قطعاً نہیں ہو سکتا۔ پس اگر یا محمد کہنا بے ادبی ہوتا تو حضرت جبریل کی جرأت نہ تھی کہ اس طرح اپنے نبی اکرم کو خطاب کرتے اور اللہ تعالیٰ نے بھی جبریل کو منع نہ فرمایا حضرت حکیم الامت کا مراۃ جلد اول میں فرشتوں کے اِسْتِثْنٰی کا ذکر کرنا فقط ایک شاذ احتمال ہے جس کو سند نہیں بنایا جا سکتا۔ اگر یہ کہا جائے کہ حضرت جبریل نے جب یہ خطاب مذکورہ حدیث والا کیا تھا تو اس وقت یہ ممانعت کا حکم نازل ہی نہیں ہوا تھا نہ یہ آیت۔ لَا تَجْعَلُوْا نازل ہوئی تھی اسلئے اُس وقت یا محمد کہنا حرام نہ تھا بعد میں سب حرام ہو گیا۔ مَعَاذَ اللّٰہِ تو دو جواب یاد رکھئے اوّلاً یہ کہ نزول احکام صرف انسانوں اور مسلمانوں کے لئے ہیں ملائکہ اور انبیاء کیلئے نزول نہیں ہوتا وہ حضرات پہلے ہی قوانین الٰہیہ کے مکلف ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی نبی بزمانہ بچپن یا قبل اعلان نبوت شراب نوشی وغیرہ کا مرتکب نہ ہوا اسی طرح وہ الفاظ بے ادبی جن سے صحابہ کو بذریعہ نزول آیات روکا گیا حالانکہ وہ مسلمان بوجہ عدم نزول ناسمجھی کی بنا پر اس طرح کلام کر دیا کرتے تھے اُنکے لئے اس وقت جرم نہ تھا جب حکم نازل ہوا تب جرم بنا۔ لیکن فرشتوں کے لئے پہلے ہی ایسا کلام حرام تھا یہی وجہ ہے کہ لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ اور وَلَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا والے جرم کا ارتکاب بھی کسی فرشتے سے صادر نہ ہوا نہ نزول سے پہلے نہ بعد کبھی حضرت جبریل نے نبی کریم کو راعنا نہ کہا۔ پس اگر یا محمد کہنا گناہ ہوتا تو نزول آیت مذکورہ سے پہلے بھی جبریل علیہ السلام کو اجازت نہ ہوتی اور اس طرح خطاب کرنا ان کے لئے جرم بن جاتا۔ دوسرا جواب تیسری دلیل میں ہے۔ دلیل نمبر (۳) حضرت ملک الموت نے آقاء دو عالم صلی اللہ

علیہ وسلم کے وصال پاک کے وقت وفات سے کچھ دیر پہلے روح طیبہ کو جسم اطہر سے جدا کرنے کی اجازت طلب کی اور عرض کیا۔ یا محمد اِنَّ اللّٰہَ اَرْسَلَنِیْ اِلَیْکَ۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف باب وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم بحوالہ بیہقی شریف ص۵۴۹ پر ہے عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْہِ (الخ) ثُمَّ قَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰہَ اَرْسَلَنِیْ اِلَیْکَ فَاِنْ اَمَرْتَنِیْ اَنْ اَقْبِضَ رُوْحَکَ قَبَضْتُ وَاِنْ اَمَرْتَنِیْ اَنْ اَتْرُکَہٗ تَرَکْتُہٗ (الخ) ترجمہ جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں حضرت عزرائیل نے (عاجزی انکساری کے ساتھ ڈرتے ڈرتے) نبی اکرم کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا جب بارگاہ نبوت سے جواب سلام عطا ہوا تو عزرائیل نے کہا یا محمد مجھکو اللہ نے آپ کی طرف بھیجا ہے۔ اگر آپ حکم کریں تو آپ آپکی روح مبارک قبض کروں۔ اور اگر آپ مجھ کو حکم کریں تو ہرگز نہ قبض کروں گا بلکہ چھوڑ دوں گا۔ اللہ اکبر کیا ادب و احترام ہے کیا شان ہے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ دیکھو یہ واقعہ آخری ساعات حیات طیبہ کا ہے مگر ملک الموت خطاباً عرض کرتے ہیں یا محمد اسی حدیث مبارکہ کے اول الفاظ میں حضرت جبریل بھی اسیطرح یا محمد کہہ کر خطاب کر رہے ہیں ظاہر اور لازمی بات ہے کہ اس وقت یہ آیت آچکی ہے۔ اگر اس آیت کا مطلب یہی ہوتا جو مذکورہ فی السوال دیوبندی وہابی مولوی احتشام الحق تھانوی صاحب نے لیا، تو حضرت جبریل و عزرائیل بوقت وفات اس طرح خطاب کر رہے ہیں۔ ثابت ہوا کہ یا محمد کہنا بے ادبی نہیں۔ دلیل نمبر(۴) صحابہ کرام نے ہجرت کے دن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں جلوس نکالا اور گلیوں بازاروں عام رستوں میں یا محمد یا رسول اللہ کے نعرے لگائے جبکہ نبی پاک بھی وہاں ظاہراً موجود نہ تھے۔ بالکل ویسا ہی نقشہ کھینچا جیسا کہ آج کل ہمارے جلسے جلوس میں نعرہ رسالت ہوتا ہے یعنی اس موقع پر یا محمد یا رسول اللہ کہنا خطاب نہ تھا بلکہ محض بطور نعرہ حصول برکت و رحمت اور اظہار خوشی کے لئے تھا۔ اسی طرح آج کل ایسا ہوتا ہے اللہ اس نعرے کو قائم و دائم رکھے۔ آمین چنانچہ مسلم شریف جلد دوم ص۴۱۹ پر ہے۔ وَتَفَرَّقَ الْغِلْمَانُ وَالْخَدَمُ فِی الطُّرُقِ یُنَادُوْنَ۔ یَا مُحَمَّدُ۔ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَا مُحَمَّدُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ (رواہ البراء) ترجمہ۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف فرما ہوئے تو شہر کے

نوجوان صحابہ اور مرد و زن لوگ راستوں میں متفرق ٹولیوں سے نکلے بناکر راستوں گلیوں بازاروں میں پھرتے تھے اور یَا مُحَمَّدُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ کہتے تھے اللہ کی بارگاہ میں یہ نعرہ اتنا مقبول ہوا کہ آج تک ساری دنیا میں جاری و ساری ہے۔ بلکہ اب یہ نعرہ مسلمان کا نشان ایمان بن چکا ہے کہ اس کے بغیر مسلمان کی پہچان مشکل ہے صحابہ کرام نے یہ نعرہ لگایا کون بے دین صحابہ کو بے ادب کہہ سکتا ہے اگر یَا مُحَمَّدُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ کہنا بے ادبی ہوتی تو کوئی تو ان نوجوانوں شیروں کو دلیروں کو منع کرتا۔ پتہ لگا کہ یَا مُحَمَّدُ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا عین ایمان اور ادب ہے۔ ایسے پاکیزہ نعرے اور خطاب کو جو شخص بے ادبی کہتا ہے وہ خود گستاخ ہے اور حضرت جبریل و جملہ صحابہ کرام کی گستاخی کر رہا ہے۔ دلیل نمبر۵ ابن ماجہ شریف ص ۹۹ پر باب دعائے حاجت میں خود آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حاجت مند صحابی کو ایک دعا تعلیم فرمائی جس میں یا محمد کے الفاظ فرمائے اور یہ دعا قیامت تک ہر مسلمان کے لئے جائز ہے۔ چنانچہ ابن ماجہ شریف باب الصَّلٰوۃِ الْحَاجَۃِ بروایت عثمان ابن حنیف ص۹۹ پر ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ (الخ) قَالَ اَبُوْ اِسْحٰقَ ھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ۔

ترجمہ۔ الٰہی میں تجھ سے مانگتا ہوں اور متوجہ ہوتا ہوں تیری طرف رحمت والے تعریف کئے ہوئے نبی کے طفیل یَا مُحَمَّدُ بیشک میں متوجہ ہوں آپکے وسیلے سے اپنے رب کریم کی طرف اپنی اس حاجت میں (الخ) ابو اسحٰق نے فرمایا یہ حدیث بالکل صحیح ہے یہ بات تجربہ شدہ ہے کہ اب بھی انہی الفاظ کے ساتھ یہ دعا بطریقہ وظیفہ پڑھی جائے تو اثر ہوتا ہے مگر ذرہ بھر لفظوں میں تبدیلی کر دی جائے تو اثر نہیں ہوتا۔ یہ دعا سکھانے والے نبی کریم سیکھنے والے صحابی رسول کریم۔ اگر یا محمد کہنا گناہ ہے تو لگاؤ کس پر کیا فتویٰ لگاتے ہو۔ دلیل نمبر۶: تمام مفسرین کرام قل کی تفسیر میں یا محمد لکھتے ہیں۔ چنانچہ تفسیر جلالین اور تفسیر ابن عباس تفسیر صاوی وغیرہ میں جہاں کہیں واحد مذکر کا صیغہ آجاتا ہے وہاں یا محمد لکھتے ہیں۔ اگر یا محمد کہنا یا لکھنا بقول مجدد دیوبند گناہ ہوتا تو یہ مفسرین کیوں لکھتے حالانکہ تمام دیوبندی مدارس میں تفسیر جلالین پڑھائی جاتی ہے۔ دلیل نمبر۷، تمام دیوبندی اکابرین کے مرشد

حاجی امداد اللہ صاحب بھی یا محمد کہنے کو جائز مانتے ہیں چنانچہ اپنی مصنفات کلیات امدادیہ دس رسائل کا مجموعہ کے آخری صفحات ناز امدادیہ ص ۲۴۳ پر ایک مناجات میں عرض بارگاہ رسالت اشعار لکھے ہیں پہلا شعر ہے۔

اے رسول کبریا فریاد ہے   یا محمد مصطفےٰ فریاد ہے

(مطبوعہ مکتبہ تھانوی کراچی) دلیل نمبر ۹ : سابقہ سات دلائل سے ثابت کر دیا گیا ہے کہ مخلوق میں حضرت جبریل سے لیکر صحابہ کرام مفسرین عظام صوفیاء کی دعاؤں اور حاجی امداد اللہ صاحب اکابرین امت تک سب نے یا محمد کہا لیکن کسی نے اسکو برا نہ جانا نہ آج تک یہ کلمہ بے ادبی شمار ہوا حالانکہ یہ نبی کریم کا ذاتی نام ہے آخر اسکی بے ادبی نہ ہونے کی وجہ کیا ہے؟ تو سنیئے وجہ یہ ہے کہ ہر شخص کے نام نو (۹) قسم کے ہوتے ہیں نمبر (۱) اسم جنسی۔ جیسے لفظ حیوان ناطق کہ ہر شخص کا نام جنسی ہے نمبر (۲) اسم نوعی جیسے لفظ انسان کہ ہر شخص کا نوعی نام نمبر (۳) اسم صنفی جیسے لفظ مرد و عورت نمبر (۴) اسم سنی جیسے لفظ بچہ۔ جوان۔ بوڑھا کہ ہر شخص کا عمر کے لحاظ سے نام ہوتا ہے۔ نمبر (۵) اسم دینی۔ جیسے لفظ مسلمان۔ لفظ عیسائی یہودی وغیرہ نمبر (۶) اسم قومی جیسے لفظ سید پٹھان وغیرہ۔ نمبر (۷) اسم ملکی جیسے لفظ عربی۔ ھندی۔ پاکستانی وغیرہ۔ نمبر (۸) اسم ذاتی۔ جیسے زید۔ بکر۔ خالد۔ وغیرہ نمبر (۹) اسم وصفی جیسے لفظ عالم۔ مولانا۔ حافظ۔ قاری۔ حاکم آفیسر تھانیدار۔ سپاہی کرنل وغیرہ مستری مزدور۔ تمام ناموں میں اصل نام جس سے ذات کی شناخت ہوتی ہے وہ اسم ذاتی ہے۔ اسکو عربی میں عَلَم کہتے۔ یہ نام ہمیشہ دوسرے ناموں سے ممتاز ہوتا ہے۔ اور دوسرا نام وصفی ہے۔ یہ نام والے کے وصف اور قابلیت کو ظاہر کرتا ہے۔ عام طور پر وصفی اور ذاتی نام جدا جدا ہوتے ہیں۔ ہمارے ذاتی ناموں میں وصف کو کوئی دخل نہیں ہوتا۔ اور وصفی سے ذات جدا ہوتی ہے اسلئے ہمارے نام اسم بامسمّیٰ نہیں ہوتے اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ نام خود ہم نے یا ہمارے والدین نے رکھے ہوتے ہیں جن میں ہمارے وصف کو کوئی دخل نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ ممکن ہے کیونکہ ہمارے ذاتی نام بچپن میں رکھے جاتے ہیں جبکہ ہمارا کوئی ظاہر وصف نہیں ہوتا۔ بعد میں جیسے جیسے وصف پیدا ہوتے ہیں:

نام خود بخود بنتے چلے جاتے ہیں لہٰذا ہمارے ذاتی نام محض ذاتی اور وصفی محض وصفی ہوتے ہیں بخلاف آقاو دو عالم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آپکے تمام نام جو لاکھوں کی تعداد میں ہیں وہ سب کے سب عالم بالا میں خود خالق کائنات پروردگار عالم نے رکھدیئے تھے آپکے دو نام ذاتی اور باقی نام صفاتی ہیں لیکن دیگر ناموں کی طرح فقط ذاتی یا فقط صفاتی نہیں۔ بلکہ آپ کے ذاتی نام مع صفاتی ہیں اور بعض صفاتی نام مع ذاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ لفظ محمد اور احمد آپ کے ذاتی نام بھی ہیں اور آپ کی عظیم نعت بھی گویا کہ آپ اسم بامسمّٰی ہیں۔ کائنات میں بجز آپ کے کوئی شخص ہم نام بھی نہیں اور اسی طرح آپکے بعض صفاتی نام مع ذاتی ہیں جیسے لفظ رسول۔ مرسل نبی خاتم النبیین وغیرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ یہ الفاظ اگرچہ آپکے اوصاف اور عہدے کے اعتبار سے ہیں مگر اب آپ کے ذاتی نام یعنی عَلَم بھی ہیں۔ ذاتی اور صفاتی نام میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ ذاتی نام بغیر نام والے کے ہم ہر ایک کیلئے نہیں بول سکتے مگر صفاتی نام ہر اس کیلئے استعمال کر سکتے ہیں جس میں یہ صفت پیدا ہو جاتے۔ ذاتی اور صفاتی ناموں میں تیسرا فرق یہ بھی ہے ذاتی نام دائمی ہوتا ہے صفاتی نام عارضی۔ جب تک صفت ہے نام ہے سفت ختم صفاتی نام بھی ختم اب ثابت ہو گیا کہ ذاتی اور صفاتی جب علیحدہ علیحدہ ہوں اُن میں تین طرح فرق ہے لیکن دونوں ساتھ ساتھ ہوں تو یہ تینوں فرق بھی ختم ہو جاتے ہیں پس یاد رکھو کہ سب لوگوں کے نام ذاتی علیحدہ صفاتی علیحدہ مگر نبی کریم کے نام میں جدائی نہیں اور کیونکر ہو کہ آپ تو بچھڑوں کو جوڑنے والے ہیں آپ کے نام ذاتی نام آپکی عظیم صفتوں کو بھی ظاہر کر رہے ہیں جسطرح کہ آپکے بعض صفاتی نام آپ کے عَلَم یعنی ذاتی نام بن چکے ہیں مثلاً نبی رسول آپکے صفاتی نام بھی ہیں اور ذاتی بھی کہ اب کسی کو رسول۔ نبی نہیں کہہ سکتے۔ چنانچہ تفسیر روح المعانی جلد نہم صـ۲۲۶ پر ہے وَقَالَ اَبُوْ حَیَّانَ یَنْبَغِیْ اَنْ یَجُوْزَ النَّعْتُ لِاَنَّ الرَّسُوْلَ قَدْ صَارَ عَلَمًا بِالْغَلَبَۃِ:

ترجمہ:۔ اور ابو حیان نے فرمایا کہ یا محمد یا رسول اللہ الفاظ سے نبی پاک کی نعت کہنی جائز ہے کہ لفظ رسول بھی اب نبی کریم کا علم بن چکا ہے کیونکہ اب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کا غلبہ ہے یعنی سابقہ انبیاء کی نبوت منہ الناس منسوخ ہے۔ اب دنیا میں رسول کسی کو نہیں کہا جا سکتا یہی وجہ ہے کہ حق تعالیٰ

نے سوائے نبی کریم کے کسی کو یا رسول کہہ کر نہ پکارا بلکہ یا موسےٰ یا آدم ہی فرمایا اور اسی طرف اشارہ ہے علامہ جامی کے اس شعر کا ؎

یا آدم است باپدر انبیا خطاب　　　　یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ خطاب محمد است

ہمارے اسلامی معاشرے اور رواج میں کسی بزرگ کو محض ذاتی نام سے پکارنا بے ادبی شمار ہوتا ہے لیکن صفاتی نام پکارنا عین ادب اور احترام ہوتا ہے۔ اسی لئے بیوی خاوند کا، بیٹا بیٹی ماں باپ کا، شاگرد استاد کا، مُرید اپنے پیر مُرشد کا ذاتی نام لیکر ہرگز نہیں پکار سکتا کیونکہ شریعت مطہرہ کے قانون کے مطابق بڑوں کا ذاتی نام لیکر پکارنا منع ہے کیونکہ ہمارے نام فقط محض ذاتی ہوتے ہیں۔ ہاں نسبتی نام اور صفاتی نام لینے بالکل جائز ہیں۔ محض ذاتی نام لینے میں بے ادبی ہے نسبتی اور صفاتی نام لینے میں بے ادبی نہیں بلکہ ادب و احترام ہے۔ نبی کریم کا کوئی نام پاک محض ذاتی نہیں بلکہ ہر نام صفاتی بھی ہے کہ آپکے ہر نام میں ہزارہا آپکی صفات ظاہر ہیں۔ لہٰذا جس طرح نبی کریم کی صفات کا خیال مدِ نظر ہو تو کسی کو بھی صفاتی نام سے ندا کی جائے تو جائز ہے۔ بدیں وجہ جب لفظ محمد کے ترجمے پر غور ہو تو یا محمدؐ لکھکر پکارنا منع ہے یعنی صرف یا محمد کہنا لکھنا منع نہیں بلکہ ندا اور پکارنا ناجائز ہے۔ جا الحق میں پکارنے کی قید اسی لئے لگائی ہے کہ یا محمد ہمیشہ خطاب کیلئے ہی نہیں ہوتا بلکہ لفظ یا کبھی ندا کیلئے کبھی محض ندبہ کیلئے اور کبھی محض نعرے کے لئے چنانچہ نحو کی کُتب میں حرف یا کو بہت طرح استعمال کیا ہے۔ دیکھو شرح جامی صفحہ ۱۳۴ پر۔ وَقَدِ اسْتَعْمَلُوْا صِيْغَةَ النِّدَاءِ يَعْنِيْ يَا خَاصَّةً فِي الْمَنْدُوْبِ صحابہ کرام ہجرت کے دن مدینہ پاک کی گلیوں بازاروں میں۔ یا محمد یا رسول اللہ کہتے پھر رہے تھے وہ کہنا ندا یا خطاب نہ تھا ورنہ اتنی دُور سے یہ الفاظ نہ بولتے بلکہ نبی کریم کے پاس جا کر عرض کرتے۔ صحابہ نے حرف یا بھی استعمال کیا اور ذاتی نام بھی۔ ثابت ہوا کہ یہ پکار یا خطاب نہیں بلکہ فقط نعرہ ہے اور نعرے میں ہمیشہ صفاتی نام ہی مقصود ہوتا ہے اور بقاعدہ نحوی حرف یا نعرے کے وقت استعمال کرنا جائز ہے۔ ورنہ یہ صحابہ جو خود عربی ہیں اور عربی نحو صرف سے واقف ہیں۔ وہ اس جگہ نعرے میں حرف یا استعمال کیوں کرتے۔ صحابہ کے اس نعرے کو کسی صورت خطاب یا پکار نہیں کہا جا سکتا۔

کیونکہ مخاطب کا قبول تاثر ہونا لازم ہے ۔ حالانکہ یہ نعرہ محض ندا مقصود ہے ۔ خلاصہ یہ کہ لفظ محمد سے جب نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صفاتی نام مراد ہو تو یَا مُحَمَّدُ کہہ کر پکارنا ندا کرنا بالکل جائز ہے ۔ لہٰذا
فی زمانہ ہر جگہ ہر وقت عقیدۃً ، مطہر ہو کر یَا مُحَمَّد کہنا باعث ثواب کیونکہ اب یہ فقط بطور
نعرہ مستعمل ہے اور نعرہ ہونا ہی صفاتی ہے ۔ استمداد کے وقت نبی کریم کو حاضر ناظر اپنے بالکل قریب
سمجھ کر آپ سے عرض و معروض کرتے وقت بھی یَا مُحَمَّد کہنا جائز ہے جبکہ یَا مُحَمَّد کے صفاتی
ترجمے کا خیال ملحوظ ہو ۔ رہی وہ آیت کریمہ جس کو وہابیان زمانہ نے اپنی دلیل بنایا ۔ اس آیت کا لفظ
یَا مُحَمَّد سے کوئی تعلق نہیں چنانچہ ملاحظہ ہو ۔ (اس آیت پاک کی مکمل تفسیر) اس آیت پاک کی تفسیر
میں تمام مفسرین کرام بہت سے اقوال بیان کرتے ہیں ۔ چنانچہ تفسیر الحدیث علامہ حافظ عینی تمام
مصری جلد دوم ص ۲۹۳ اور تفسیر ابن کثیر علامہ اسماعیل ابن کثیر جلد دوم ص ۳۰۷ پر ہے کہ دعا
یعنی التجاء اور مناجات ہے یعنی نبی کریم کی دعاؤں کو اپنی اپنی دعاؤں کی طرح نہ سمجھو ہماری دعائیں
بعض قبول بعض مردود مگر انبیاء کرام کی سب دعائیں قبول ہی ہوتی ہیں ۔ چنانچہ ارشاد ہے ۔
فَاِنَّ دُعَاءَهُ مُسْتَجَابٌ فَاحْذَرُوْا اَنْ یَدْعُوَ عَلَیْکُمْ فَتَهْلِکُوْا یعنی نبی کی بددعا
سے بچو کہ یقیناً ہلاک کر دیتی ہے ۔ بعض مفسرین نے چیخ چیخ کر پکارنا اور نبی کریم کو آواز دینا مراد
لیا ہے کہ لَا تَجْعَلُوْا والی آیت یہ حکم دے رہی ہے کہ نبی کریم کو چیخ کر نہ بلاؤ بلکہ آہستہ سے کلام کیا
کرو اس وقت بنیت احترام و توصیف یَا مُحَمَّد یَا رَسُوْلَ اللّٰہ بھی کہہ سکتے ہیں ۔ چنانچہ تفسیر
مدارک و تفسیر بیضاوی نے ص ۲۵ جلد سوم پر اسی بات کو ترجیح دی ۔ ان مفسرین کے نزدیک لَا تَجْعَلُوْا
کا حکم صرف صحابہ کے زمانے میں ہی جاری تھا جبکہ نبی کریم بحیات ظاہری جلوہ افروز تھے اور لوگ آپ
بالمشافہ عرض و معروض کیا کرتے تھے ۔ اب یہ حکم منسوخ ہے ۔ بعض مفسرین کے نزدیک مطلقاً نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ذاتی لیکر بلانا ممنوع خواہ زور سے خواہ آہستہ ۔ ان کے نزدیک یہ حکم اس صورت میں
ہے جبکہ لفظ مُحَمَّد کو محض ذاتی نام سمجھا جائے تب یَا مُحَمَّد کہنا بے ادبی مگر صفاتی نام کی
نیت سے یَا مُحَمَّد کہنا یا بطور نعرہ یَا مُحَمَّد کہنا ان مفسرین کے نزدیک بھی روا اور جائز

نہیں ورنہ پچھلے دلائل مذکورہ کا جواب کیا ہوگا چنانچہ تفسیر ابن عباس وجلالین نے یہ بھی کہا ہے کہ بہت سے بدوی لوگ نا سمجھی میں یا محمد کو بطریقہ ذاتی نام استعمال کیا کرتے تھے جس سے بے ادبی کا ایک پہلو نکلتا تھا۔ اسلئے اللہ نے نا سمجھوں کو تو منع کر دیا مگر جبریل ومیکائیل وصحابہ کو منع نہ کیا کیوں کہ یہ لوگ یا محمد کو نبی پاک کی تعظیم و توصیف سمجھ کر کہتے تھے۔ یہ تھے مفسرین کے بعض اقوال اس آیت کریمہ کی تشریح وتفسیر میں مگر یہ سب غیر مناسب تفسیریں ہیں اسلئے کہ آیات قرآنیہ کی تفسیر کے چار درجے ہیں۔ ان چار درجوں سے آیت سمجھنا ممکن ہے۔ اگر یہ چار درجے تسلیم نہ کئے جائیں تو کسی آیت کو سمجھنا مشکل ہو جائے گا۔ اس لئے کہ قرآن کریم کی ایک ایک آیت کی ہزاروں تفسیریں ہو چکی ہیں جن میں اکثر غلط ہیں ایک اجنبی شخص ان غلط تفسیروں کو پڑھ کر ہی گمراہی کے قریب تر ہوتا ہے۔ اس لئے مفسرین کرام تفسیر سے پہلے ان چار تفسیری مدارج کو سمجھنے اور سمجھانے کا زیادہ اہتمام کرتے ہیں پس جو تفسیر ان چار مدارج کے ماتحت ہوگی درست ہوگی ان سے علیحدہ ہو کر تفسیر قطعاً غلط اور ناقابل قبول۔ مفسرین کے بتائے ہوئے چار درجے حسب ذیل ہیں۔

نمبر(۱) تفسیر القرآن بالحدیث من لسانِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نمبر(۲) تفسیرُ القرآن بسیاقِ القرآن

نمبر(۳) تفسیر القرآن بألفاظِ القرآن۔ ان دونوں کو تفسیر القرآن بالقرآن بھی کہہ دیا جاتا ہے۔ نمبر(۴) تفسیرُ القرآن بشانِ نزولِ آیات۔ یہ چار درجے ہیں جن کے ذریعے تفسیر کرنا جائز ہے ان سے ہٹ کر جو تفسیر ہوگی اس کو تفسیر بالرائے کہا جاتا ہے شریعت میں وہ سراسر غلط ہے۔ مندرجہ بالا جن تفاسیری عبارت کا ذکر کیا گیا وہ سب ان اربعہ مدارج کی حدود سے باہر ہیں اسی لئے شرعاً قابل سند نہیں۔ ان جیسی تفاسیر سے ہی دیوبندی حضرات استفادہ کرکے غلط روش اختیار کرتے ہیں۔ ان اقوال سے احتشام الحق صاحب نے استدلال میں سہارا پکڑا ہوگا۔ آج اتنے فرقے بھی ان ہی تفاسیر بالرائے سے جنم ہوئے۔ اگر مفسر قرآن بننے سے پہلے ان چار درجوں پر غور کر لیا جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ ضلالۃ بالقرآن نہ سر اٹھ سکے

آیت کریمہ کے یہ چار درجے کس طرح ہیں۔ جب ان مدارج میں غور و فکر کر کے آیت پر نظر کی جائے تو اس کا مطلب کچھ اور ہی شان سے ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ تفسیری ترجمہ ملاحظہ کیا جائے اے مسلمانو! نبی کریم جس شخص کو آواز دیں تو آپ کی پکار کو دیر یا سستی سے ٹالا نہ کرو جس طرح ایک دوسرے کی آواز کو کبھی اہمیت نہیں دی جاتی۔ بلکہ جب کسی خطاب وعظ نصیحت کے لئے یا کسی اپنے کام کے لئے بلائیں تو فوراً آؤ اور جب تک واپس جانے کی اجازت نہ دیں ہرگز واپس نہ جاؤ یہاں تک کہ اگر کوئی فرض واجب یا نفل بھی پڑھ رہا ہو تب بھی نماز چھوڑ کر نبی کریم کی پکار پر دوڑ کر چلا آئے۔ پھر نبی کریم کا کرم دیکھئے کہ اس کی نماز بھی نہ ٹوٹے پھر وہیں سے آکر شروع کر دے جیسے کہ حاجات کی نماز نہیں ٹوٹتی مگر یہ نبی کریم کا پکارنا اس سے بھی زیادہ اہم ہے کہ اس میں بات چیت چلنے پھرنے بازار جانے آنے سے بھی نماز نہیں ٹوٹتی۔ اَللّٰہُ اَکْبَر کیا شان ہے دربار شاہانہ کی صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ اب اس تفسیر کو کسی درجے سے دیکھو غلط نہ ہوگی بخلاف دیگر تشریحوں کے نمبر (۱) اس آیت کی تفسیر بالحدیث بھی یہی ہے۔ نبی پاک نے خود یہی مطلب بیان فرمایا ہے اور صحابہ نے عمل کیا نمبر (۲) اس آیت کی تفسیر روش کلام سے بھی یہی ظاہر ہو رہی ہے اس آیت کا سیاق و سباق اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ سے لیکر بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ تک ہے۔ اس عبارت آیات کا مطلب و مفہوم بلکہ لفظی ترجمہ یہی ہے کہ میرے پیارے حبیب کی مرضی کے بغیر ان کی مجلس سے اٹھ کر نہ جاؤ انکے بلانے اور جمع کرنے پر فوراً آجاؤ نمبر (۳) اس آیت کی تفسیر بالالفاظ بھی یہی بات ظاہر کر رہی ہے چنانچہ تفسیر روح البیان نے جلد ششم کے صفحہ ۱۹۸ پر ارشاد فرمایا۔ (لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ) اَلْمَصْدَرُ مُضَافٌ اِلَى الْفَاعِلِ (۱۸) یعنی لَا تَجْعَلُوْا کی آیت میں لفظ دُعا مصدر ہے اور مضاف فاعل کی طرف ہے کہ نبی جب تم کو پکاریں۔ اگر یہاں یَا مُحَمَّدُ سے ممانعت ہوتی تو دُعَاءَ الرَّسُوْلِ نہ ہوتا بلکہ دُعَاءَكُمْ لِلرَّسُوْلِ ہوتا لہٰذا نحوی اور لفظی تفسیر کی بنا پر بھی یہی مطلب ثابت ہوتا ہے نمبر (۴) باعتبار شان نزول کے بھی یہی تفسیر بنتی ہے۔ چنانچہ بڑے بڑے مفسرین اس کا شان نزول یہی بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم جب کبھی وعظ و نصیحت یا جمعہ و عیدین کیلئے جمع فرماتے تو منافقین اور [illegible]

دیکھا دیکھی بعض ان پڑھ یا بیوقوف تو سلم بھی جلدی نہ آتے اور جب آتے تو چھپ چھپا کر جلدی
بھاگنے کی کوشش کرتے ان کے لئے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی غرضیکہ کسی طرح بھی اس آیت کو دیکھا
جائے۔ آخر تفسیر یہی ثابت ہوتی ہے اسلئے جن اکابرین نے اس آیت کے چند مطلب بھی بیان کئے
وہ بھی ترجیح اس آخری معنی کو ہی دیتے ہیں چنانچہ تفسیر روح المعانی جلد نہم ص ۲۲۴ پر ساری تفسیریں
قَالَ بَعْضٌ وَقِيلَ بَعْضٌ سے کرکے آخر میں فرماتے ہیں کہ نَعَمْ الْاَظْهَرُ فِي مَعْنَى الْاٰيَةِ
مَا ذَكَرْنَاهُ اَوَّلًا كَمَا لَا يَخْفٰى یعنی اگرچہ بہت سے لوگ اس آیت میں طرح طرح کے مذکورہ ترجمے
کرتے ہیں مگر زیادہ شاندار اور ظاہر وہی تفسیر ہے جو سب سے پہلے اول نمبر پر ہم نے بیان کی یہاں تک
کہ وہابیوں کے سابقہ پیشوا اشرف علی صاحب تھانوی اپنے ترجمہ کے ص ۴۳۰ پر اور موجودہ پیشوا ابوالاعلیٰ
صاحب مودودی تفہیم القرآن جلد سوم ص ۴۲۷ پر اسی تفسیر کی تائید کرتے ہیں غرضیکہ اس آیت سے مخالف کا
اختصار ہرگز حاصل نہیں نہ ہی لفظ یا محمد کی حرمت ممانعت کسی بھی آیت سے ثابت ہوتی ہے جن لوگوں
نے لفظ دعاء الرسول میں رسول کو مفعول مضاف الیہ بنایا ہے وہ محققین علماء بھی صرف جسمی نوعی اور
نسبی ناموں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنے کی ممانعت فرماتے ہیں نہ کہ یا محمد یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ ان کا مقصد بھی یہ ہے کہ نبی کریم رؤف رحیم علیہ التحیۃ والثناء کو ابا جی بھائی جی بھیا۔
مرد۔ انسان۔ بشر کہہ کر نہ پکارو۔ ورنہ کیا ان مفسرین کے سامنے یا محمد کے ثبوت میں وہ دلائل نہ
تھے جو ہم نے اوپر بیان کئے ثابت ہوا کہ بجز وہابیوں کے کوئی بھی یا محمد کے نعرے کا منکر نہیں
سب علماء کرام جائز اور باعث برکت سمجھتے ہیں کہ جس طرح یا اللہ کہنا اور لکھنا جائز ہے اسی طرح
یا محمد بھی لکھنا کہنا بالکل جائز ہے کہ وہ بھی اسم ذاتی مع صفاتی ہے اور یہ بھی ذاتی مع صفاتی
ذاتی نام کی تعریف نحوی یہ ہے کہ جو مخصوص لفظ کے بغیر کسی اور پر نہ بولا جائے خلاصہ کلام یہ کہ نبی کریم
کا ذاتی نام صفاتی سمجھ کر پکارنا اور نعرہ لگانا بالکل جائز ہیں البتہ جب بھی نبی کریم کا کوئی نام منہ سے کہا
جائے یا کانوں سے سنا جائے تو صلی اللہ علیہ وسلم ضرور کہا جائے بلکہ لکھنا بھی مستحب اور زیادہ اچھا
ہے۔ یہ حکم اس آیت سے نہیں بلکہ باب الصیام کی بعثت اور آمین والی حدیث سے ظاہر ہو لیکن ذاتی

N ZERO 5

مع صفاتی کو صرف ذاتی علم سمجھ کر پکارنا منع ہے۔

وَاللّٰہُ وَرَسُولُہٗ اَعْلَم

کتبہ

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم۔

عبد الطیف وہابی کے پہلے رسالے کا جواب جو اُس نے ۱۹۷۰ء میں لکھا

پہلے صفحے پر لَا تَجْعَلُوْا والی آیت کا ترجمہ غلط کرتا ہے اور اپنی طرف سے زیادتی کرتا ہے یہ وہابیوں کی پرانی عادت ہے اشرف علی تھانوی نے بھی بہت سی اس طرح کی خیانتیں کی ہیں جو اللہ سے خیانت کرتے ہوئے نہیں ڈرتا وہ کسی اور سے کیسے ڈرے گا صفحہ ۲ پر جاء الحق کی عبارت نقل کرتا ہے کہ یا محمد کہہ کر پکارنا یقیناً حرام ہے اس کے بعد اپنی طرف سے بیچ لگاتا ہے کہ (پکارنے کے لفظ کی ضرورت نہیں وہ خود بخود یا کے مفہوم میں موجود ہے) جاء الحق کی اسی عبارت سے سارے رسالے میں سند پکڑتا ہے افسوس ہے کہ ہمارے مقابل کو اتنا بھی نہیں پتہ کہ یا کا استعمال صرف پکارنے کے لئے نہیں ہوتا بلکہ یا تین طرح عربی میں استعمال ہوتا ہے جاء الحق کی عبارت سے تو صرف یہ معلوم ہو رہا ہے کہ صرف پکارنا منع ہے۔ اس کا لکھنا اس کا نعرہ لگانا بالکل جائز ہوا خدا کی شان دیکھئے کہ یہ گستاخ نبی پاک کے اس نعرے کی گستاخی کر رہا ہے مگر اللہ کریم نے اسی کے قلم سے اسی کے رسالے کے سرورق پر بڑے خوبصورت موٹے حرفوں میں یا محمد لکھوا لیا یہ میرے آقا کی شان ہے کہ بے دینوں سے ایسا نعرہ لکھوا لیا اور سیفوں کی کرامت صفحہ نمبر (۳) پر لکھتا ہے (مجھے حیرت ہوتی ہے کہ علماء نے اس کی مخالفت میں کیوں چپ سادھ لی حالانکہ جن درسی تفسیروں کو پڑھ کر مولویت کی سند لیتے ہیں۔ اُن سب میں یا محمد کہنے کی حُرمت موجود ہے) الجواب: فقیر کی طرف سے اس کے دو جواب ہیں نمبر (۱) تمام تفسیروں کا یہ مسئلہ تمام وہابیوں کے خلاف ہے کیونکہ وہ یا رسول اللہ کہنے کا حکم دیتے ہیں تو وہابی لوگ اور خاص کر عبد الطیف وہابی یا رسول اللہ کا نعرہ کیوں نہیں لگاتا

اَفَتُؤمِنُونَ بِبَعضِ الکِتَابِ وَتَکفُرُونَ بِبَعضٍ (القرآن) ترجمہ: اے بے دینوں کیا بعض کتاب کو مانتے ہو بعض کے منکر ہو؟ اگر یا محمد کہنا ہر ایک کے لئے ہر وقت ہر زمانے میں حرام ہے تو یارسول اللہ ہر ایک کے لئے ہر زمانے میں جائز ہونا چاہیئے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر وہابی لوگ یارسول اللہ کا نعرہ لگانا شروع کردیں اور مسجدوں میں لکھنا شروع کردیں تو ہم بھی سب سنی اُن کی دل جوئی کے لئے یا محمد کہنا چھوڑ کر صرف یارسول اللہ کا نعرہ لگانا شروع کردیں گے دوسرا جواب یہ ہے کہ لا تجعلوا والی آیت سے کہیں بھی یہ ثابت نہیں کہ یا محمد کا نعرہ لگانا حرام ہے یا لکھنا حرام ہے کوئی وہابی اسکو ثابت نہیں کرسکتا۔ اشرف علی تھانوی وہابی سے لیکر عبدالطیف وہابی تک سب کو میرا چیلنج ہے کہ زندہ وہابی گھروں سے نکل کر اور مُردہ وہابی قبروں سے نکل کر یہ ثابت کریں کہ یا محمد لکھنا اور اس کا نعرہ لگانا بھی حرام ہے کسی تفسیر میں بھی ایسا نہیں مل سکتا جس تفسیر میں بھی اس کی ممانعت لکھی ہے وہاں صرف پکارنا اور خطاب کرنا مراد ہے۔ اور پکارنے کے لئے دو ہی صورتیں ہیں کہ یا حضور کی زندگی پاک میں یا بعد وفات اگر ظاہری زندگی میں پکارنا مراد ہو تو یہ آیت صرف صحابہ کرام کے لئے ہے جبکہ اس آیت کا مطلب یہی لیا جائے کہ حضور کو پکارنا مُراد ہے۔ اور اس صورت میں یہ آیت حکمی طور پر اب جاری نہیں ہوسکتی کیونکہ نہ اب ظاہر زندگی پاک ہے نہ دورِ صحابہ اور اگر بعد وفات پکارنا مراد ہے تو سب سے پہلے نبی پاک کو حاضر ناظر ماننا پڑے گا۔ یہ عقیدہ ویسے ہی وہابیوں کی موت ہے اور اس سے تمام مفسرین کا عقیدہ نبی پاک کو حاضر ناظر ماننے کا ثابت ہوتا ہے۔ اگر عبدالطیف وہابی اور دیگر وہابی یا محمد کہنے کو منع کرتے ہیں تو انہیں چاہئے کہ حاضر ناظر ہونے کا عقیدہ بنائیں کیونکہ پکارا اسی کو جاتا ہے جو حاضر موجود ہو صفحہ نمبر ۴۴ پر لکھتا ہے (ایک یہودی نے آپکو یا محمد کہہ کر بلایا تو ثوبان نے اُس کو دھکا دے کر گرادیا) **جواب** حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صرف ثوبان لکھنا کیا بے ادبی نہیں کیا کوئی وہابی اپنے باپ کو ایسے کہہ سکتا ہے باپ تو بڑی چیز ہے یہ اپنے گھر کے مولوی کو بارہ بارہ ہاتھ لمبے القاب دیتے ہیں ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک لکھنے کے لئے بھی سیاہی نہ تھی کیا یہ بے ادبی اور

ON ZERO 5

علم غیب کی آیت میں ایک لفظ پوشیدہ ہے یعنی علم غیب کی نفی نہیں بلکہ علم غیب کے فائدے کی نفی
ہے اور یہ بھی صرف ایک احتمال ہے جس کا مطلب جاء الحق میں بیان کیا گیا ہے جس کو عبداللطیف وہابی
کا کمزور دماغ نہ سمجھ سکا۔ صفحہ نمبر (۱۱) پر لکھتا ہے (مسجد میں جب فلاں یا شیخ عبدالقادر
کہہ کر پھر نماز میں إِيَّاكَ نَعْبُدُ کہے تو اللہ تعالیٰ اسکو جواب دیتے ہیں کہ جا بس مت کر تو جھوٹ بولتا ہے)
جواب: وہابی واہ وہابیوں کا خدا بھی ایسی باتیں کرتا ہے ثابت کرو کہ اللہ کا یہ قول کہاں لکھا ہے
اور ایسا بیہودہ کلام اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا کیا رب تعالیٰ کی گستاخی نہیں؟ اور اگر امداد کن یا
شیخ عبدالقادر، یا امداد کن یا رسول اللہ کہنا بکواس ہے بقول تمہارے (معاذاللہ) تو سب سے
یہ بکواس دیوبندیوں کے سب سے بڑے مولوی بانی دیوبند نے کی کہ لکھا شعر: ؎

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا — نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

پھر یہ بکواس حاجی امداد اللہ صاحب وہابیوں کے بہت بڑے مرشد مہاجر مکی نے کیا کہ لکھا۔ شعر: ؎

اے رسول کبریا فریاد ہے — یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے

پھر یہ بکواس وہابیوں کے بہت بڑے دیوتا تھانوی صاحب نے کیا کہ لکھا۔ حضور کے نقشہ نعلین سے
مدد مانگنا جائز ہے پھر یہ سید عنایت اللہ شاہ صاحب کے والد محترم نے کیا کہ ساری عمر ختم
غوثیہ میں یا عبدالقادر جیلانی کا وظیفہ پڑھتے رہے پھر عبداللطیف وہابی کے والد مرحوم اور
اس کے برادر بزرگ حاجی غلام نبی صاحب ساری عمر یہ وظیفہ ختم غوثیہ پڑھتے رہے پھر یہ بکواس
احتشام الحق کراچوی نے کی صدر ایوب مرحوم کے بازو پر امام حسینؓ کی مدد کا امام ضامن باندھا۔
ان حضرات کے بارے میں عبداللطیف وہابی کا کیا خیال ہے کیا یہ مشرک اور کافر ہوتے یا نہیں
اگر نہیں ہوتے تو پھر اس رسالے کو آگ میں جلا دو اور اپنے بیہودہ دماغ کے ٹکڑے کر کے
چولہے میں جلا دو اور اپنی ناپاک زبان کو قینچی سے کاٹ دو تاکہ وہ ایسے وظیفے پڑھنے والے اہلسنت
کو مشرک اور کافر نہ کہے ورنہ کل ہی کچھ جہنم میں کیا جائے گا۔ صہ ۱۲ رسالے پھر اور بیہودہ گالیوں کے
اور کچھ نہیں لکھا یہ چیزیں وہابیوں کو ہی زیب دیتی ہیں ذی علم حضرات کو ان باتوں کا جواب زیب نہیں دیتا

ص۱۲ پر لکھتا ہے (اکثر مساجد میں مجھ پر حملہ بھی کیا گیا) الجواب یہ بالکل ٹھیک ہے سنا گیا ہے کہ بعض جگہ حضرت جی پر جوتے بھی پڑے اور بعض مقام پر یارسول اللہ المدد کو شرک اور حرام کہنے کی بنا پر اتنی مار اور دھکے پڑے کہ خود حضرت جی وہابی صاحب یا پولیس المدد کہتے ہوئے تھانے کی طرف بھاگے مگر تھانے والوں نے بھی بُرا بھلا کہہ کر تھانے سے نکال دیا اور کہا کہ تم اہلسنت کی مسجدوں میں جاتے کیوں ہو اور بات بھی ٹھیک ہے کہ ایک مسلمان اپنے آقا مولا محسن کائنات مشکل کشا اور حاجت روا صلی اللہ علیہ وسلم کو عشق و محبت میں پکار رہا ہے تو تم کو کیا تکلیف ہے کہ اس کو ستانے کیلئے گھر سے لنگوٹا کر کے دوڑ پڑے پھر جب اُس نے دو دھر دیں تو اللہ کے پکارنے اور اُس کی مدد کو بھول کر یا پولیس المدد کہنا شروع کر دیا۔ اہلسنت والجماعت تو ایسے گستاخ وہابیوں کو دھکے دیکر بھی سنت ملائکہ پر عمل کر رہے ہیں۔ کیونکہ جب شیطان ابلیس اللہ کے نبی حضرت آدم کا گستاخ آسمان پر ملائکہ کی مجلس ہی جانے لگتا ہے تو ملائکہ بھی اس پر عمل کرتے ہوئے شہاب ثاقب سے اس ابلیس کو مارتے ہیں جسکو ہم لوگ ستارہ ٹوٹنا کہتے ہیں اسی لئے مسلمانوں کو حکم ہے کہ جس وقت ستارہ ٹوٹے تو لاحول پڑھو۔ دیکھو مارتے فرشتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے لاحول پڑھنے کا حکم دیا گویا کہ حکم ہے کہ شیطان ہی کی بُرائی کرو۔ فرشتوں کے مارنے کی بُرائی نہ فرمائی ثابت ہوا کہ مارنے والے اچھے ہیں بُرا شیطان ہے کہ کیوں اُن کی مجلس میں گیا نہ جاتا نہ مار کھاتا نہ سر تڑواتا دوسرا راز یہ ہے مارا فرشتوں نے مگر اللہ تعالیٰ نے لاحول پڑھنے کا حکم دیا جس میں اللہ کی عظمت و قوت کا اظہار ہے ثابت ہوا کہ اللہ کے بندوں کا کام اللہ کی قوت کا اظہار ہے۔ پس انبیاء اولیاء کا کسی کی مدد فرمانا اللہ کی شان اور قوت کا اظہار ہے۔ لہٰذا یا محمد یارسول اللہ شانِ خداوندی کے اظہار کے لئے کہا جاتا ہے اور وہابی اس کے منکر ہیں۔ تو در پردہ وہ اللہ کی اظہار شان کے منکر ہیں اس صفحہ پر مزید لکھتا ہے۔ (بعض اماموں نے تو معافی مانگ لی اور بعض ذلیل و خوار ہو کر مسجد سے نکالے گئے) الجواب: بالکل جھوٹ ہیں نے سب پتہ کرالیا ہے نہ کسی نے معافی مانگی نہ کوئی مسجد سے نکالا گیا۔ عبداللطیف وہابی۔ یہ بات کر کے دراصل اپنی ولایت چمکانا چاہتا

فاروق اعظم کی تلوار نے کسی یا رسول اللہ کے نعرے لگانے والے کا کام تمام کر دیا ہو ایک بھی حدیث دکھا دو زندہ مردہ سب وہابیوں کو میرا چیلنج عام ہے۔ حدیث شریف میں صرف اتنا آتا ہے کہ ایک دفعہ ایک نجدی گستاخ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کچھ گستاخی کی تھی تو فاروق اعظم نے تلوار اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی تھی کہ یا رسول اللہ اگر اجازت ہو تو اس خبیث کو قتل کر دوں تو نبی پاک نے منع فرمایا۔ اس روایت سے بھی یہی ثابت ہو رہا ہے کہ فاروق اعظم نے یا رسول کا زور سے نعرہ لگا کر نجدی گستاخ کو قتل کرنے کی اجازت مانگی تھی کیونکہ فاروق اعظم اس وقت غصے میں تھے اور غصے میں ہمیشہ آواز زور سے نکلتی ہے۔ وہابی صاحب اس طرح کے جھوٹ سے کام نہیں چلے گا مگر اس میں تمہارا قصور نہیں کیونکہ تمہارے اکابر بھی ہمیشہ جھوٹ ہی بولتے رہے دیکھو اپنے بڑوں کی کتابیں۔ دراصل وہابی اگر جھوٹ نہ بولیں تو مشرک ہو جائیں کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ مگر بولتا نہیں (نعوذ باللہ) تو یہ وہابی بھی جھوٹ بول تو سکتے ہیں اگر یہ بھی جھوٹ نہ بولیں تو آپ کے باطل عقیدے کے مطابق بالکل خدا کے شریک بن جائیں اس لئے ان سب نے جھوٹ بولنے پر کمر باندھی ہوئی ہے۔ **صفحہ نمبر (۸) پر لکھا ہے کہ** (مفتی صاحب کو چاہیئے کہ آپ کا فتوی جاء الحق میں ہی نہ چھپا رہے عملی طور پر اس بدعت سیئہ کو مٹا کر سو شہید کا ثواب حاصل کریں) **جواب:** کیا خوب سو شہید کا ثواب غالباً آپ کے والد صاحب نے مقرر کیا ہے لفظ بدعت سیئہ لکھ کر گویا کہ آپ نے بدعت کی تقسیم مان لی اور مان لیا کہ بدعت حسنہ بھی کوئی چیز ہے کیا لکھنے سے پہلے اپنے بڑوں سے اس کے لکھنے کی اجازت لی تھی کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اس بات پر تمہاری گوشمالی کر دیں اور کہیں کہ ارے ہم تو اس کو مانتے نہیں تو نے یہ لکھ کر کیوں ہمارا بیڑا غرق کیا میں آپ کو یہی مشورہ دوں گا کہ آئندہ ایڈیشن میں (اگرچہ میرے اس جواب کے بعد اس کی نوبت نہیں آئے گی۔) آئندہ ایڈیشن میں اس لفظ سیئہ کو مٹا دینا یا بڑے گروؤں سے پوچھ کر اجازت لے لینا یہ مشورہ اس لئے ہے کہ آخر مجھ کو تم سے کچھ ہمدردی بھی تو ہے خواہ مخواہ چاند کٹ جاتے فائدہ کیا صفحہ (۸) پر مزید لکھتا ہے (دراصل نعرہ رسالت ہے محمد رسول اللہ نعرہ توحید ہے۔

لا الٰہ الا اللہ اور نعرہ تکبیر اللہ اکبر) **جواب** واہ بھئی واہ یہ نعرہ توحید کی نیچر کہاں سے نکالی اس کا ذکر تو قرآن حدیث میں کہیں نہیں اس بات کا حدیث قرآن سے ثبوت دیا جائے اور یہ تینوں نعرے اس طرح ثابت کئے جائیں کہ اللہ یا رسول اللہ، یا، کوئی صحابی یہ فرماتے کہ اسلام میں تین نعرے ہیں تمام مردہ، زندہ وہابیوں کو میرا چیلنج ہے۔ قیامت تک نہ دکھا سکیں گے۔ انشاء اللہ کیونکہ اس بات کا کہیں بھی ثبوت نہیں ہے خود وہابیوں کی کتاب میں بھی ایسی جھوٹی عبارت نہیں لکھی عبداللطیف وہابی تو اپنے بڑوں سے بھی نمبر لے گیا ایسے ایسے جھوٹ ہی بول کر یہ لوگ اپنے آپ کو علامہ سمجھتے ہیں۔

دُوسرے رسالے کا جواب

ناظرین کرام آپ نے اب بخوبی سمجھ لیا ہوگا کہ عبداللطیف وہابی نے اپنے اس پہلے رسالے میں کتنے جھوٹ اور کتنی فریب کاریاں کی ہیں اتنی قلابازیاں کھانے کے بعد پھر بھی کہیں یہ ثابت نہ کر سکا کہ یا محمد لکھنا یا اس کا نعرہ لگانا منع ہے حالانکہ بیچارے نے اپنی طرف سے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا اس کی پیش کردہ تمام عبارتوں سے صرف یہی ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجلس پاک میں گفتگو کرتے وقت یا آپ کو حاضر ناظر سمجھ کر قیامت تک کسی بھی مقام سے نبی کریم سے عرض و معروض کرنے کی نیت سے حضور کے ذاتی نام پاک کو فقط ذاتی نام سمجھ کر یا محمد نہ پکارا جائے۔ پہلی صورت میں اُن کا مدعا حاصل نہیں ہوتا دوسری صورت کے وُہ ویسے ہی منکر ہیں عبداللطیف نے اپنے پہلے رسالے میں یہ تأثر دیا ہے کہ یا محمد کہنا منع ہے یا رسول اللہ کہنا جائز اسی لئے پہلے رسالے میں جتنی بھی عبارتیں پیش کی ہیں اُن سب میں یا رسول اللہ کہنے کو بڑے اچھے صاف طریقے سے ثابت کیا ہے لیکن عبداللطیف وہابی اپنے اس دوسرے رسالے میں یا رسول اللہ کہنے کا بھی انکار کرتا ہے۔ اس دوسرے رسالے کو پڑھ کر ایک عقل والا تین ہی نتیجے نکال سکتا ہے نمبر(۱) یہ کہ اس دروغ گو کا [illegible]

پہلے رسالے میں کچھ لکھتا ہے دوسرے میں کچھ پہلے میں ایک چیز کو ثابت کرتا ہے دوسرے میں اسی کو حرام کہہ رہا ہے اور فی زمانہ ان کے سب مولویوں کا یہی حال ہے کرتے کچھ ہیں لکھتے کچھ ہیں آج کچھ اور کل کچھ صبح کچھ شام کچھ اپنے لئے کچھ دوسروں کے لئے کچھ۔ بلکہ یہ خود کچھ کے کچھ ہیں۔

دوسرا نتیجہ یہ ہو سکتا ہے کہ یہ اپنے بڑوں کی طرح اہلسنت کو دھوکہ دینا چاہتا ہے جس طرح کہ اسکے بڑے وہابی ساری عمر اسی طرح کرتے رہے۔ مولوی خلیل احمد وہابی اور اشرف علی تھانوی وہابی جھوٹے سنی بن بن کر مسلمانوں کو فریب دیتے رہے صلوٰۃ سلام پڑھتے رہے گیارھویں کھاتے رہے یہ بھی اپنے اس پہلے رسالے سے دھوکہ دے رہا ہے کہ سنی سمجھیں کہ بیچارہ بڑا کوئی باادب ہے جو اعلیٰحضرت اور حکیم الامت جیسے القاب لکھ کر حوالے دے کر صرف **یا محمد** کو منع کر رہا ہے **یارسول اللہ** سے نہیں روک رہا۔ تیسرا نتیجہ یہ لیا جا سکتا ہے کہ یہ کوئی نیا نیا وہابی بنا ہے اور غالباً پہلے رافضی تھا اب تقیہ کرتے ہوئے سنیوں اور وہابیوں دونوں کو راضی رکھنا چاہتا ہے کہ سنیوں کے ساتھ یا مسلمان اللہ اللہ اور وہابیوں کیساتھ یا برہمن رام رام کی شعبدہ بازی اختیار کی ہے یہی وجہ ہے کہ پہلے رسالے کے پہلے صفحے پر صرف **یا محمد** کہہ کر پکارنے کو حرام لکھا ہے اور دوسرے رسالے کے پہلے صفحہ پر **یا محمد یارسول اللہ** دونوں الفاظ لکھے یہ بھی اس کی عجب فریب کاری ہے یہ رسالہ ۱۹۷۵ء میں شائع کیا اس میں بھی تقریباً الٹ پھیر کر وہی باتیں لکھی ہیں جو پہلے رسالے میں کہیں ہیں۔ چند باتیں مزید ہیں جن کا جواب سماعت فرمایئے صفحہ تین پر لکھتا ہے (کہ تم آپ کو اونچی آواز سے نہ پکارو خواہ یارسول اللہ کہہ کر ہی کیوں نہ ہو) جواب عبداللطیف وہابی نے یہ ترجمہ کیا ہے۔ لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ والی آیت کا پوچھو اس جاہل سے کہ (خواہ یارسول اللہ ہی کہہ کر کیوں نہ ہو) یہ کس لفظ کا ترجمہ کیا ہے اپنے باطل مذہب کو بچانے کے لئے قرآن مجید کو بگاڑنا چاہتے ہو یہ ہے وہابیوں کی اللہ کے کلام میں خیانت اگر یہ وہابی آیت کے لفظوں پر ہی غور کر لیتا تو مسلمانوں کو اتنا فریب دینے کی جرأت نہ پڑتی آیت بالکل صاف ہے اور اس کا لفظی ترجمہ بالکل ظاہر ہے کہ اے ایمان والو! اپنی

آواز کو میرے نبی کی آواز سے بلند نہ کرو۔ نعرہ رسالت کا یا یارسول اللہ کہنے کا اس سے کوئی
تعلق نہیں۔ اگر یہاں پر زور سے بولنا مراد ہوتا تو آیت میں اس طرح ہوتا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ
عِنْدَ النَّبِيِّ یعنی میرے نبی کے پاس زور سے نہ بولو۔ مگر فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ہے جس سے
ثابت ہو رہا ہے کہ جب نبی پاک گفتگو فرمائیں تب زور سے نہ بولو تاکہ نبی پاک کی آواز سے کسی کی آواز
اونچی نہ ہو لیکن اگر گفتگو نہ ہو تو نبی کریم کے پاس بیٹھ کر بھی اللہ کا ذکر رسول اللہ کی نعت زور سے
پڑھنا جائز بلکہ ثواب ہے اور یہ آیت نبی پاک کی ظاہری زندگی پاک کیلئے ہے جب اس وقت بھی
بلند آواز سے آذان حضرت حسان کی نعت خوانی ہر نماز کے بعد بلند آواز سے کلمہ طیبہ صحابہ کرام پڑھتے
تھے کیا یہ ان کو آیت یاد نہ تھی۔ آج چودھویں صدی کے وہابیوں کو یاد آگئی اگر آج بھی نعرہ رسالت
اس آیت سے منع ہو جائے تو تم وہابی لوگ مسجدوں میں اپنے جاہل مولوی زندہ باد کے نعرے کیوں
لگاتے ہو ان بدنصیبوں کو ادب آداب سے کوئی تعلق نہیں یہ تو فقط یہ چاہتے ہیں کہ نبی پاک کا نعرہ بند
ہو جائے ہمارے مولویوں کا نعرہ لگتا رہے اس صفحہ پر مزید لکھتا ہے (کہ ہجرت کے دن ان میں مسلمان تو
یارسول اللہ کہتے تھے اور کافر یا محمد کہتے تھے) جھوٹے کا حافظہ نہیں ہوتا ہے ابھی اوپر
کہتا ہے کہ یارسول اللہ کہنا بھی منع ہے اور اس نعرے سے اعمال ضبط ہو جاتے ہیں۔ اب نیچے
لکھتا ہے کہ مسلمان ہجرت کے دن یارسول اللہ کا نعرہ لگاتے تھے۔ اور نعرہ چیخ کر ہی لگایا جاتا
ہے۔ اور اس زمانے کے سارے مسلمان صحابہ تھے۔ اور پھر یہ بات کسی حدیث میں نہیں لکھی کہ بعض لوگ
یا محمد اور بعض لوگ یارسول اللہ کہتے تھے حالانکہ حدیث پاک میں صاف ہے کہ ہر صحابی یا محمد یارسول اللہ
کا نعرہ لگا رہا تھا اور جلوس کی شکل میں بازاروں میں چلتے تھے اس بدنصیب نے صحابہ کو یہودی کہہ دیا (معاذ
اللہ) سچ ہے ع۔ بے حیا باش ہرچہ خواہی کن۔ ثابت کیا جائے کہ ہجرت کے دن یہودیوں نے یا محمد
کہا ہو میرا چیلنج تمام زندہ مردہ وہابیوں کو ہے کہ قیامت تک یہ ثابت کر دیں۔ بدنصیبو۔ اللہ رسول
سے بھی جھوٹ بولتے ہوئے جھجک نہیں آتی۔ مزید لکھتا ہے۔ (اگر فرض محال کسی مسلمان نے
لاعلمی سے یا محمد بھی کہہ دیا ہو تو یہ واقعہ آیۂ نور سے پہلے کا ہے) حوالہ [illegible]

ZERO 5

حضرت جی اگر یہ آیۃ نور سے پہلے کا ہے تو حضرت عزرائیل اور حضرت جبرائیل تو وفات شریف کے وقت یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہہ رہے ہیں کیا وہ نبی پاک سے بڑے ہیں کیا اُن کو گستاخی کرنا جائز ہے؟ کیا وہ بھی یہود اور نصارا کی نقل کر رہے ہیں (معاذ اللہ) شرم تم کو مگر نہیں آتی۔ اگر ہمت ہے تو میری باتوں کے جواب میں قرآن حدیث کا ثبوت دو۔ مگر میں تمہارے علم سے پوری طرح واقف ہوں یہ بارہا میرے آزمائے ہوئے ہیں۔ صفحہ نمبر (۵) پر لکھتا ہے (لیکن یہ تبدیلی چوک پاکستان کی مسجد میں اُن کی وفات کے بعد ہوئی ہو سکتا ہے کہ اس جہاد اکبر کا سہرا اُن کے صاحبزادگان کے سر ہو یا منتظمان مسجد کا کارنمایاں ہو) جواب: اندھے کو اندھیرے میں بڑی دُور کی سوجھی۔ یہ مصرعہ کس شخص نے کب کس کے لئے لکھا یہ تو پتہ نہیں البتہ یہاں اس لئے فٹ آتا ہے کہ ابھی چوک پاکستان کی مسجد میں بڑے موٹے لفظوں میں یا اللہ یا رسول اللہ لکھا ہوا ہے۔ صاحبزادگان اس کو کیوں ختم کراتے وہ تو اس کے منکروں پر لعنت بھیجتے ہیں اور منتظمان مسجد بھی انہی کے ماتحت ہیں۔ پتہ نہیں عبداللطیف وہابی صاحب کو یہ کلمات طیبہ لکھے ہوئے کیوں نظر نہیں آئے اور مصنف کا سابقہ رسالہ تو گمنامی کے اس گڑھے میں پڑا رہا۔ صاحبزادگان ذیشان کو کیا نظر آتا خود مجھ کو ۱۹۷۰ء کا چھپا ہوا ۱۹۷۵ء میں نظر آیا۔ اسی صفحے پر پھر لکھتا ہے۔ (اللہ تعالیٰ نے اکثر انبیاء کو نام لے کر پکارا لیکن حضور کو ایک بار بھی یا محمد کہہ کر نہ پکارا بلکہ جہاں سورۃ نور میں یا محمد کہنے سے منع فرمایا ہے وہاں بھی یا محمد کا کلمہ نہ فرمایا بلکہ اشارے سے منع فرمایا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ یا محمد کہنا راعنا سے بھی زیادہ بے ادبی ہے کیونکہ راعنا کو قرآن میں نقل کر دیا مگر یا محمد کی نقل کو بے ادبی جان کر چھوڑ دیا) جواب: کسی ڈھٹائی اور اللہ سے ضد اور مقابلہ ہے کہ اللہ تو خود بقول اس کے یا محمد کی نقل بھی نہیں فرماتا۔ مگر عبداللطیف وہابی اتنا گستاخ اور بے ادب ہے بقول اپنے کہ ہر جگہ یا محمد یا محمد لکھ رہا ہے گویا کہ اللہ سے بھی آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے اور پھر کم عقل تو دیکھو کہ اللہ کی طرف بے ادبی کو منسوب کرتا ہے گویا کہ معاذ اللہ کہ اگر قرآن مجید میں یا محمد ہی لکھا ہوتا تو بے ادبی ہو جاتی اور اس کا مرتکب خود اللہ ہو جاتا بقول عبداللطیف۔ کیا یہ اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی

نہیں؟ کیا وہابیوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ اپنی نبی پاک سے چھوٹا ہے (معاذ اللہ) باپ بیٹے کو، اُستاد شاگرد کو، پیر مرید کو نام لے کر پکارے تو بے ادبی نہیں تو اگر اللہ اپنے نبی کو نام لے کر پکارے تو بے ادبی کیوں ہوگی اسی لیے حدیث پاک میں متعدد جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو یا محمد کہہ کر خطاب فرمایا نمبر(۱) حدیث: بخاری شریف میں ہے اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرمائے گا۔ یا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاْسَكَ۔ دوسری حدیث پاک قدسی۔ كُلُّهُمْ يَطْلُبُوْنَ رِضَائِيْ وَاَنَا اَطْلُبُ رِضَاكَ۔ یا محمد۔ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔ عبد اللطیف وہابی کے پاس اس کا کیا جواب ہے قرآن مجید میں یا محمد نہ فرمانا بے ادبی کی بنا پر نہیں نہ ہی آپکی پیش کردہ آیت میں متفقہ طور پر یا محمد کی ممانعت ہے بلکہ قرآن مجید میں یا محمد نہ ہونے کی اور وجہ ہے جس کو آپ جیسے کم علم لوگ سمجھ سکے اسکی وجہ اُستاد صاحب کے فتوے میں دیکھو۔ اگر (معاذ اللہ) یا محمد کہنا بے ادبی ہوتا تو اللہ تعالیٰ رَاعِنَا کی ممانعت کی طرح صاف صاف یا محمد کہہ کر منع فرماتا کیونکہ یہ اس کے لئے بے ادبی بھی نہیں اسلیئے کہ وہ بڑا ہے خالق مالک ہے اور اس لئے کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِيْ عَنِ الْحَقِّ تمام وہابی کان کھول کر سن لیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک آپ کا عظمت والا لقب بھی ہے اور یہ امتیازی لقب ہے کہ دنیا کو لقب ملتے ہیں جوان ہو کر مگر میرے آقا کو بچپن بلکہ ازل سے لقب عطا ہوتے جو آپ کے ذاتی کمالات پر دلالت کرتا ہے کیونکہ لقب صاحب کمال کو دیا جاتا ہے تو حضور کو یا محمد کہہ کر پکارنا اور ندا کرنا اسلیئے جائز ہے کہ یہ سب سے بڑا اور خصوصی آپکا لقب ہے جو حضرت موسیٰ و عیسیٰ کو بھی عطا نہ ہوا۔ جو اس لفظ محمد کو صرف آپکا نام سمجھے وہ گستاخ اور بے ادب ہے اس کے لئے یا محمد کہنا حرام یہی مطلب ہے جا الحق کی عبارت اور تمام مفسرین اور اعلیحضرت کے کلام کا۔ مگر وہابیوں کے پاس اتنا علم کہاں کہ ان باریکیوں کو سمجھیں مفرور چوہدری عبد اللطیف وہابی یا کے متعلق عجیب قسم کی بحث کرتا ہے۔ اس بیچارے کو کیا پتہ کہ حرف یا عربی میں صرف ندا کے لئے استعمال نہیں ہوتا بلکہ تین معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور جب کبھی ندا کے لئے استعمال ہوگا تو وہاں منادیٰ حاضر ناظر ہی ہوگا غائب منادیٰ نہیں ہو سکتا

T ON ZERO5

تا ہم کو ندا کرنا پاگل پن ہے۔ انبیاء کرام کا حاضر ناظر ہونا ہر جگہ یہ اُن کی عظیم فضیلت ہے اسی لئے یا محمد کا نعرہ لگانا ایک عظیم فضیلت ہے۔ صفحہ نمبر (۷) پر ایک آیت کریمہ کا بالکل غلط ترجمہ کرتا ہے (آیت ہے اَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ ترجمہ: مسجدیں اللہ کو پکارنے کے لئے مخصوص ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کو اللہ کے سوامت پکارو) جواب: یہ ترجمہ بالکل جاہلانہ اور بالکل غلط ہے۔ خود انہی کے ایک بہت بڑے مولوی صاحب اشرف علی تھانوی اس کا ترجمہ کرتے ہیں کہ۔ اور جتنے سجدے ہیں وہ سب اللہ کا حق ہیں سو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کی عبادت مت کرو تمام لوگوں نے عبادت کرنے کا ترجمہ کیا ہے عبداللطیف وہابی نے پکارنے کا ترجمہ کہاں سے نکال لیا۔ اس آیت کی تفسیر میں اشرف علی تھانوی نے بہت بڑی جاہلانہ غلطی کی کہ اس کا شان نزول یہود اور نصاریٰ کی عبادت کو بنایا حالانکہ یہ آیت مکی ہے اور مکے میں کوئی یہودی عیسائی نہ تھا یہ آیت تو مکے کے ان کافروں کے رد میں نازل ہوئی جنہوں نے خانہ کعبہ میں بُت رکھ لئے تھے اور صرف بتوں کے آگے سجدے کرتے تھے مسجد میں کسی کو پکارنے اور کسی سے مدد مانگنے کا اس سے کوئی تعلق نہیں اسی لئے میں کہتا ہوں کہ وہابی بیچاروں کو قرآن مجید بھی نہیں آتا میری بیان کردہ تفسیر تمام مفسرین کرام کے مطابق ہے۔ تفسیر ابن عباس صفحہ ۳۷۰ پر بھی اسی طرح لکھا ہے۔ اگر لَا تَدْعُوْا کے معنی وہی کئے جائیں جو تمام جاہل وہابی اور عبداللطیف نے کئے ہیں تو پھر میرا اُن پر اعتراض ہے کہ یہ آیت مطلق ہے۔ اس میں زندہ مُردہ دُور نزدیک عالم جاہل مدد کے لئے پکارنا یا ویسے پکارنا سب ہی اس میں داخل ہیں اور سب پکاریں حرام ہوں گی۔ تو وہابی جو ایک دوسرے کو پکارتے ہیں اس آیت کے خود اپنے اس ترجمے کے اعتبار سے خود مشرک بن جاتے ہیں صفحہ (۷) پر مزید لکھتا ہے (ہم جو ایک دوسرے کو مسجد میں پکارتے ہیں وہ اس مذکور آیت کی زد میں نہیں آتا کیونکہ ہم کسی کو غیب دان اور مختار کل جان کر نہیں پکارتے) الجواب: کتنی بڑی حماقت کی بات ہے۔ آیت کریمہ میں غیب دان اور مختار کل کی کوئی قید نہیں۔ یہ عبداللطیف وہابی نے یہ کہاں سے قید لگائی کیا قرآن مجید اس کے گھر کا ہے کہ جیسے چاہا توڑ مروڑ کر لیا۔ باقی کسی سے مدد مانگنا تو بہت سی آیتوں سے ثابت ہے یہ سب ثبوت

جاء الحق میں لکھے ہوئے ہیں۔ وہابیوں کی رات پڑھ کر موت آتی ہے مگر مانتے نہیں اور یہ زمانہ ان کی نسلی عادت ہے۔ بیوقوفوں نے سمجھا ہی نہیں کہ رسول اللہ سے مدد مانگنا اللہ ہی سے مدد مانگنا ہے مگر یہ لوگ کیا سمجھیں یہ تو شیطان سے مدد مانگنے کے عادی ہیں ان کا تو اصلی نام چندہ گروہ ان کو امرا کے پیچھے جاتے ہوئے عمریں گذر جاتی ہیں چندے کے لئے امیروں کے دروازے پر جھاڑو دیتے ہوئے ان لوگوں کو اکثر دیکھا جاتا رہا انہی میں سے کسی کا شعر ہے کہ ہر چیز تو خدا سے ملتی ہے مگر شعر ؎

وہ چندہ ہے جو نہیں ملتا خدا سے — جسے ہم مانگ لیں گے اغنیاء سے

پوچھو ان بیوقوفوں سے کہ چندہ دیتے ہوئے خدا اور اُس کی توحید کو بھول جاتے ہو وہاں لا تدعو والی آیت یاد نہیں آتی اللہ کیا غنی نہیں اور امیر لوگ غیر اللہ نہیں وہاں اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکارتے ہو ہمدم شرم تم کو مگر نہیں آتی **صفحہ** نمبر (۹) پر لکھا ہے۔

شعر ؎ اللہ کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے

جو کچھ ہمیں لینا ہے لے لیں گے **محمد** سے

الجواب: (معاذ اللہ) یہ شعر آج سے چالیس سال پہلے مراد آباد ہندوستان کے ایک وہابی عبید اللہ ولد نور اللہ نے بنایا تھا اسکے ساتھ تین شعر اور تھے یہ دو رباعیاں سُنیوں کو بدنام کرنے کے لئے اس نے لکھیں بعد میں اس کے ایک رازدار محمد خان نے اسکی یہ چال کی ظاہر کر دی تو سنیوں نے بازار میں اس کو پکڑ کر خوب اس کی جوتوں سے مرمت کی اور اس منہ پر سیاہی لگائی جس منہ سے یہ شعر نکلے تھے (دیکھو حوالہ خیانات وہابیہ مطبوعہ نول کشور) صفحہ ۳۲ اسی طرح وہابیوں نے اور بھی بہت سی حرکتیں کی ہیں یہی بعینہ ایک وہابی نے حضرت عائشہ صدیقہ کی گستاخی میں کچھ شعر لکھ کر اعلیحضرت کی طرف منسوب کر دیئے اللہ ان لوگوں کو ٹھیک کرے۔ صفحہ نمبر (۱۰) پر لکھتے ہیں (لیکن جاء الحق میں یہ کفر ابھی تک چھپ رہا ہے کہ حضور کا علم نہ ہونے کے برابر تھا) الجواب: کم بختی کو کیا کہا جائے کہ انسان اتنا نادان بن جائے اتنی آسان بات جو بچے بھی سمجھ جائیں وہ ان کم دماغ وہابیوں کی عقل میں نہیں آتی حضرت حکیم الامت تفسیر صاوی کی ایک عبارت کا مطلب بیان کر رہے ہیں۔ تفسیر صاوی نے کہا کہ نفی

ON ZERO 5

گستاخی نہیں اوروں کو نصیحت خود میاں فضیحت حضرت ثوبان کا یہودی کو دھکا مارنا بالکل ٹھیک تھا کیونکہ یہودی بھی کسی نجدی وہابی نسل کا تھا جس نے خاص بے ادبی اور گستاخی کی نیت سے یہ لفظ پکارا تھا ورنہ حدیث پاک میں بہت سی ایسی روایات ملتی ہیں کہ کفار آپ کو یا محمد بن عبد اللہ، یا محمد بن عبد المطلب یا ابو القاسم وغیرہ خطابات سے ہی پکارتے تھے، بچپن شریف میں بعثت سے پہلے بھی آپ کا نام شریف لے کر پکارا جاتا رہا کبھی کسی نے دھکا نہیں دیا اس جواب کے باوجود پھر بھی اس روایت سے کسی طرح یا محمد کا نعرہ یا یہ لکھنا حرام ثابت نہیں ہوتا نہ یہ بے ادبی ہے نہ اس سے شانِ رسالت میں کچھ فرق آتا ہے کیونکہ نبی پاک کا نام مبارک ہمارے ناموں کی طرح صرف نام ہی نہیں بلکہ آپ کی عظیم الشان نعت بھی ہے۔ **صفحہ** نمبر (۵) پر لکھتا ہے (احمد رضا خاں اعلیٰحضرت بریلوی کا فتویٰ کہ **یا محمد** کہہ کر نہ بلاؤ) **جواب**: یہ فتویٰ بالکل درست ہے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے مگر جاہل وہابی نے اس فتوے کو سمجھا نہ جاء الحق کی عبارت کو نہ تمام تفسیروں کی عبارتوں کو ان تمام عبارتوں اور فتووں کا مطلب یہی ہے کہ نبی کریم کو خطاب کر کے حاضر ناظر سمجھ کر اور یہ سمجھ کر کہ نبی پاک ہماری بات سن رہے ہیں کسی غلام کے لئے یہ جائز نہیں کہ آپ کے نام پاک کو محض ذاتی نام سمجھ کر پکارے اس سے بھی کہیں ثابت نہیں ہوتا کہ نعرہ لگانا اور مسجدوں میں بھی لکھنا ناجائز ہو جائے اگر یہ مطلب نہ کیا جائے تو ان صحابہ کرام کو کیا کہو گے جنہوں نے ہجرت کے موقعے پر بازاروں گلیوں میں **یا محمد، یا رسول اللہ** کے نعرے لگائے اور حضرت جبرائیل اور عزرائیل علیہ السلام کو بے ادب ماننا پڑے گا قرآن مجید اور علماء کی باتیں سمجھنے کے لئے عقل چاہئے مگر وہابیوں کو عقل سے بیر ہے۔

صفحہ نمبر (۶) پر لکھتا ہے کہ صحابہ کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بھی کوئی گفتگو اونچی نہیں کرتے تھے چہ جائیکہ خود رسول اللہ کو اونچی آواز سے بلائیں لہذا اب بھی یا رسول اللہ کے نعرے سے عمل ضائع ہو جاتے ہیں، **جواب**: وہابیوں کو خدا کی مار ہے کہ ان کو اب تک قرآن مجید کی سمجھ نہیں آئی یہ ٹھیک ہے صحابہ کرام نجدی گستاخوں کی طرح شور نہ کیا کرتے تھے لیکن نجدی جب کبھی آتے تھے تو بڑے گستاخانہ بے ہودہ طریقے سے آتے تھے انہیں گستاخوں کے لئے فاروق اعظم

کی تلوار فتی تھی اگر نبی پاک فاروق اعظم کو نہ روکتے تو آج دنیا میں کوئی وہابی نہ ہوتا نبی پاک کا یہ بھی
احسان ہے وہابیوں پر ۔ پھر حدیث پاک تھا کہ صحابہ کرام نبی پاک سے جب گفتگو کرتے تو بہت
آہستہ آواز سے کرتے تھے لیکن آذان اور ذکر اللہ نبی پاک کی موجودگی میں بھی بہت چیخ چیخ کر ہوتا
تھا اور حضور اس بلند آواز ذکر سے خوش ہوتے تھے مگر آلمعہ کے ذہنوں کو یہ بات نہیں کب آ
سکتی ہیں معلوم ہوا گفتگو کا اور حکم ہے اور برکت حاصل کرنے کے لئے ذکر اللہ و ذکر رسول
کا اور حکم ہے ہم بھی یا محمد یا رسول اللہ کا نعرہ برکت کے لئے ہی لگاتے ہیں صفحہ
پر لکھتا ہے اس طرح یا رسول اللہ کا نعرہ مار کر اگر کوئی نبی پاک کو بلاتا تو عمر فی الفور اس کا کام
تمام کر دیتے) **جواب**: کتنا جھوٹ کتنا فریب اور کتنی گستاخی ہے کسی حدیث شریف میں ایسی بات
نہیں لکھی اس شخص کو فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صرف عمر لکھتے ہوئے غیرت نہ آئی اپنے دو ٹکے
کے باپ کو تو والد صاحب قبلہ عالم لکھتا ہے مگر صحابی رسول خلیفۃ المسلمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فقط عمر
لکھتا ہے کیا یہاں اس کو ادب کی رٹ یاد نہیں رہی دراصل بات یہ ہے وہابیت کو بے ادبی
گستاخی مستلزم ہے ناممکن ہے کہ وہابی ہو اور گستاخ نہ ہو یہ اس رسالے کے مصنف کا بار بار بے
ادبی بے ادبی کا ذکر کرنا اور یا محمد کے نعرے کو بے ادبی میں شمار کرنا صرف ایک فریب دینا ہے
ورنہ ان گستاخوں کو رسول اللہ کا نام تو درکنار خیال سے ہی دشمنی ہے ان کا مقصود کسی بے ادبی کو
دور کرنا نہیں بلکہ نبی کریم کے چرچے کو بند کرنا ہے لیکن یہ اس بے ایمانی اور باطل ارادے میں کبھی کامیاب
نہیں ہو سکتے خود مٹ جائیں گے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اور یا محمد کا نعرہ بند نہیں ہو سکتا یہ
نعرہ تو اللہ تعالیٰ لکھوا رہا ہے ۔ بکریوں پر لکھا گیا آسمانوں پر لکھا گیا ہمارے استاد صاحب کے پاس
ایک پتھر ہے جس پر قدرتی نعرہ لکھا ہوا ہے ۔ عبداللطیف وہابی اس اپنے رسالے میں خود اقرار کر رہا ہے کہ ہر بس
ہر مسجد ہر گھر میں اس نعرے کو زینت بنایا ہوا ہے کبھی سوچا ہے یہ کس نے بنایا ہوا ہے ؟ یہ رب
العلمین نے زینت بنایا ہوا ہے تم جیسے وہابی کے جلنے مرنے سے کیا ہوتا ہے کسی کی مخالفت
کرنا ہو تو دلائل سے کرو جھوٹ بات بنانے سے کبھی حق بات کا مقابلہ نہیں ہو سکتا [illegible]

ON ZERO5

ہے اور خواہش یہ ہے کہ لوگ اس کو صاحب کرامت ولی سمجھیں اور یہ صرف اسی کی خواہش نہیں بلکہ اس کے پرانے بڑے وہابی بھی اپنے آپ کو ولی تو درکنار ہمیشہ نبی بنانے کی کوشش کرتے رہے اور اپنے مولویوں کے لئے ہمیشہ نبوت کی راہیں ہموار کرتے رہے مرزے قادیانی کا تو فقط اتنا قصور تھا کہ جس راہ کو وہابیوں نے اپنے لئے ہموار کیا تھا مرزا چھلانگ لگا کر خود وہاں جا بیٹھا یہی وجہ ہے کہ وہابی مرزے کے دشمن بن گئے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ مرزا اگر درمیان میں نہ کود پڑتا تو کوئی نہ کوئی وہابی جھوٹی نبوت کی سیٹ پر بیٹھ جاتا اور خود مرزا بھی پہلے وہابی تھا جیسے کہ اس کی سوانح سے ملتا ہے قاسم نانوتوی نے سب سے پہلے یہ رستہ کھولا کہ اس نے لکھا کہ نبی کریم کے بعد کوئی بھی نبی اگر آجائے۔ تو ختم نبوت میں فرق نہیں پڑتا اور ختم نبوت کا معنیٰ آخری نبی نہیں بلکہ افضل نبی ہے۔ اشرف علی تھانوی کو اپنی نبوت کا شوق پیدا ہوا تو جھوٹی خوابیں بنا کر لا الٰہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ لکھ کر اپنا شوق پورا کیا (معاذ اللہ) جب ان بیچاروں کی دال نہ گلی تو رائے بریلی کے سید احمد جو کہ نواب امیر خاں کے نوکر تھے اُن کو نبی بنانے کی ٹھانی وہ بالکل ان پڑھ اور جاہل تھے۔ اُن کی نبوت کو چمکانے کے لئے اور اُن کے۔ نبوت کے تخت پر بیٹھنے کے لئے راستہ ہموار کرنے کے لئے انبیاء کرام کی گستاخیاں کیں کہ کبھی کہا نبی بے علم ہوتا ہے (معاذ اللہ) کبھی کہا کہ نبی کو اپنی نبوت کا پتہ ہی نہیں ہوتا وغیرہ وغیرہ یہ سب گستاخیاں اپنے جاہل مولوی کو نبی بنانے کی خاطر تمہید آ گئیں اسی لئے آج تک یہ وہابی لوگ جن چیزوں کو شرک اور کفر کہتے ہیں۔ وہ سب اپنے مولویوں کے لئے مان لیتے ہیں یہ سب کچھ کیوں ہے صرف اسلئے کہ ہمارا مولوی کم از کم نبوت کے درجے تک تو پہنچ جائے خدا غارت کرے تو عبداللطیف وہابی نے یحییٰ خاں کے زمانے میں یحییٰ خاں کی چاپلوسی کرتے ہوئے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی سخت گستاخی ایک رسالے میں کی۔ اور دوسرے وہابی تو بتوں کی آیتوں کو اللہ کے نبیوں پر فٹ کرتے ہیں لیکن عبداللطیف وہابی نے قرآن مجید کی وہ آیتیں جو اللہ کے پیغمبر حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئیں یہ اُن کو پاکستان کے سابقہ صدر یحییٰ کی طرف لگاتا ہے۔ اور اس ناپاک رسالے میں بہت سی آیتوں کو توڑ موڑ کر غلط ترجمہ

SHOT ON ZERO 5

کرتا ہے اور جھوٹی خواب بنا کر لکھتا ہے۔ یہ ترجمہ مجھ پر وحی ہوا تھا۔ یہ بدنصیب جھوٹی خوابیں بھی بڑی جلدی بنا لیتے ہیں بتائیے کیا یہ نبوت کا دعویٰ نہیں اور وحی کو اپنی طرف منسوب کرنا بالکل مرزے کی طرح گستاخی نہیں؟ صفحہ (۱۴) پر یہی ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہے کہ میرے منہ سے جو بات نکل جائے وہ ہو کے رہتی ہے پیچ کہا کسی نے کہ اللہ گنجے کو ناخن نہ دے یہ اس رسالے کے ذریعے اپنی ولایت چمکانا چاہتا ہے۔ مولانا روم ایسے ہی جیسے ولی کیلئے ارشاد فرماتے ہیں۔ شعر:-

کارِ شیطاں می کند نامش ولی ۔۔۔ گر ولی ایں است لعنت بر ولی

صفحہ (۴۰) پر ایسی گستاخی کا جملہ لکھتا ہے جو گستاخی شاید کسی سکھ اور ہندو نے بھی نہ کی ہو گی بڑی خوشی سے لکھتا ہے کہ (دیکھو شانِ قدرت کہ ایک مسجد پر ہندوؤں کا بم گرا اور مسجد کی دیوار مشرقی بالکل گر گئی صرف دروازے کی محراب قائم تھی جس کے دائیں طرف یا اللہ لکھا ہوا تھا وہ بالکل سلامت تھا دوسری جانب یا محمد والا ٹکڑا نیچے گرا ہوا تھا) الجواب:- یہ ایسی تعجب خیز گستاخی ہے کہ جس سے ایک مسلمان کے دل و دماغ پر زخم جاری ہو جاتے ہیں نبی پاک کا نام اگر زمین پر گرا ہوا ہو تو اس سے یہودی اور عیسائی تو خوش ہو سکتے ہیں اور کسی بدترین کافر کو تو خوشی ہو سکتی ہے لیکن ایک ادنیٰ مسلمان بھی اس بے ادبی کو برداشت نہیں کر سکتا بلکہ ایسا واقعہ اگر کوئی مسلمان دیکھ لیتا تو دوڑ کر پہلے اس نام پاک کو اٹھاتا چومتا آنکھوں سے لگاتا اور محسن کائنات کو اپنے دل میں جگہ دیتا مگر وہابیوں کو ایسی چیز سے خوشی ہوتی ہے جس سے یہودیوں عیسائیوں اور کافروں کو ہوتی ہے آپ خود اندازہ لگائیں کہ یہ کس گروہ سے ہیں۔ عبداللطیف وہابی کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ان جھوٹے قصے گھڑ لینے سے نبی پاک کی شان کو کم نہیں کیا جا سکتا۔ ارے ہندوؤں کا ایک بم میرے آقا کے نام کو کیا گرا سکتا ہے۔ چکوال کے ایک مکان کے اوپر کے چوبارے کی چھت کی چوٹی پر لکھا ہوا یا محمد آسمان کی بجلی بھی نہ گرا سکی۔ جبکہ اس بجلی نے اس بارے ساری دیواریں اور شہتیرے توڑ دیئے اور اسی جگہ کے اوپر اور نیچے کی جگہ کا سیمنٹ کو بھی اکھیڑ ڈالا مگر میرے آقا کا نام اسی طرح چمک رہا ہے۔ اور کئی وہابی اس کو دیکھ کر سچے پکے مسلمان ہو گئے

ہیں۔ یہ ہے نشان قدرت اگر دیکھتا ہے تو مجھ سے آکر تیرہ پوچھو تمہارے جھوٹے قصوں کو کم ازکم اتفاقی امر کہا جاسکتا ہے اور ایسے واقعات تو اب بھی ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے شہر کی ایک مسجد کے محراب پر یا محمد لکھا ہوا اور یا اللہ کا سیمنٹ ٹوٹ کر نیچے گر پڑا جس کو فوراً ادب سے اٹھا کر ایک نمازی نے چوم لیا کیونکہ وہ با ادب مسلمان تھا گستاخ اور وہابی نہ تھا۔ اسیطرح لالہ موسیٰ کے قریب جی ٹی روڈ پر اگلے دن ایک ٹرک کا حادثہ ہوا ہے۔ فقیر نے دیکھا ہے۔ کہ جس طرف یا اللہ لکھا تھا وہ ٹوٹ پھوٹ گیا لیکن دوسری سمت بالکل صحیح طرح باقی تھی اور اسجگہ یا محمد لکھا تھا۔ اب بتاؤ کیا جواب دو گے۔ یہ تو سب اتفاقی امر ہوتے ہیں۔ اور پھر یہاں تو یا اللہ سے بڑی محبت جتا رہے ہو مگر اسی یا اللہ لکھنے کو بھی پہلے رسالے کے سولہ تین پر جاہلانہ کام کہ رہے ہو گویا کہ رسول اللہ سے ہی آپکو نفرت نہیں اللہ سے بھی آپکو نفرت ہے صفحہ نمبر ۱۵ پر لکھتا ہے کہ (سیالکوٹ کی سبز مسجد میں میں نے یا محمد لکھنے کو حرام کہا تو اس بنا پر سب مقتدی اور امام مجھ پر ٹوٹ پڑے میں نے سٹی تھانے میں رپورٹ کر دی) الجواب یہ سب وہابی دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم بڑے موحد ہیں اور ابلیس شیطان دعویٰ کرتا ہے کہ میں بڑا موحد ہوں۔ اسی لئے وہ بھی حضرت آدم۔ اللہ کے نبی کا گستاخ بنا اور اسی لئے یہ بھی سارے نبیوں کی گستاخی کرتے ہیں یہ مقابلہ بڑے عرصے سے چل رہا ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ شیطان اس مقابلے میں جیت گیا اور وہابی ہار گئے اسلئے کہ بیچارہ شیطان فرشتوں کی محفل میں جاتا ہے اور فرشتوں سے بڑی بڑی سخت ماریں کھاتا ہے۔ بھاگ آتا ہے مگر آج تک اس نے کسی سٹی تھانے میں رپورٹ نہ لکھائی نہ خدا کے سوا کسی اور کو پکارا اس نے اپنی موحدیت پر داغ نہ آنے دیا مگر وہابی صرف نام کے موحد ہیں ذرا تکلیف آئی تو یا پولیس المدد بجائے اللہ کی طرف دوڑنے کے سٹی تھانوں کی طرف دوڑے پوچھو ان ناسمجھوں سے اب کہاں گیا تمہارا موحد ہونا۔ اوے اللہ کے مقرر کردہ نبیوں ولیوں سے مانگتے ہوئے تمہاری توحید تو خشک ہو جاتی ہے۔ اور مصیبت کے وقت خدا کو چھوڑ کر پولیس کا سہارا لے لیتے ہو۔ شعر:۔

پولیس سے تجھ کو امیدیں خدا سے ناامیدی۔ مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے۔ (حکیم الامت)

آخری ص۱۶ پر لکھتا ہے (غنڈوں نے بس تک میرا تعاقب کیا جب بس پر سوار ہونے لگا تو پیچھے سے میری قمیض پکڑی جو پیچھے سے پھٹ گئی) وہ قمیص ابھی بھی میرے پاس ہے جو میری سچائی کی گواہی دے رہی ہے)

الجواب: شکر کرو کہ انہوں نے آپکی شلوار نہ پکڑی ورنہ اسی وقت آپکی سچائی کی پوری پوری گواہی ہو جاتی۔ اور جب آپ خود کو چھپانے کیلئے بھاگتے تو اور زیادہ وہ شلوار اچھل اچھل کر آپ کی سچائی کی گواہی دیتی۔ خود کو انبیاء کرام کے ساتھ شامل کرتے ہو شرم نہیں آتی۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ سچائی کا یہ معیار صرف قرآن کریم نے صرف حضرت یوسف علیہ السلام کیلئے بیان فرمایا تمہارے لئے سچائی کا یہ معیار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حضرت یوسف گناہ سے بھاگے تھے اور تم گناہ کر گئے۔ وہ بہادری سے بھاگے تم بزدل ہو کر انکو خواہش نفس نے پکڑا تھا تم کو مسجد کے غازیوں، غازیوں نے اگر سب کی سچائی کا معیار یہی پیچھے سے قمیص پھٹنا ہو جائے تو ہر غنڈہ بدمعاش بزدل مار کھا کر بھاگنے والا سچا ہو جائے اور پولیس یا چور پکڑنے والے جھوٹے ہو جائیں۔ حالانکہ حقیقت میں بات الٹی ہے۔ صفحہ نمبر ۱۶ پر یہ لکھتا ہے (اس رسالے کے مضمون پر عمل کرانے کیلئے حکومت کو مجبور کیا جائے اور حکومت کی نگرانی میں ایک کمیشن بٹھا کر فیصلہ کریں کہ مسجدوں میں ایسے وظیفے جس سے کسی نبی یا ولی سے مدد طلب کرنا یا ان کو پکارنا ظاہر ہو جرم قرار دیا جائے۔ اور ولی سے مدد مانگنے کی شرک والی نجاست سے پاک کیا جائے اس کار خیر میں حکومت سے مدد لی جائے)

الجواب:۔ عبداللطیف وہابی اور دیگر تمام وہابیوں کو چیلنج ہے کہ ثابت کریں اور بتائیں کہ حکومت سے مدد لینا شرک نہیں؟ کیا حکومت غیر خدا نہیں ولی نبی سے مدد مانگنا اگر تمہاری توحید کے خلاف ہے تو حکومت سے مانگنا کہاں جائز ہے اور توحید میں کسطرح شامل ہے اور کیا یہاں وہابیوں نے اللہ کو کمزور سمجھ لیا یا ریٹائرڈ کر دیا یا بقول خود اپنے وہابیوں کا خدا بوڑھا ہو گیا جیسا کہ عبداللطیف وہابی نے صفحہ نمبر ۱۲ پر سنیوں کو طعن کرتے ہوئے خدا کے لئے یہ لفظ استعمال کئے ہیں۔ اب جب اپنے گھر پر بات آئی تو بستی تھانوں اور حکومتوں کی طرف فریاد کرتے ہوئے دوڑے تو کیا خدا کو ایسا ہی کچھ مجبور دیکھا ہے کیا وہابیوں کے نزدیک حکومت خدا سے زیادہ طاقت والی ہے کیا یہاں خدا کو چھوڑ دیا ہمیں وہ آیت یا حدیث دکھاؤ۔ شعر:۔

ZERO 5

؎ حاکم حکیم داد و دوا میں یہ کچھ نہ دیں
مر دودیہ مراد کس آیت خبر کی ہے !

میرے محترم دوستو اور بزرگو میں نے اپنے استاد محترم صاحبزادہ افتخار احمد خان شیخ الحدیث مدرسہ غوثیہ نعیمیہ کے حکم اور فرمان کی بنا پر عبداللطیف کے دونوں رسالوں کا مختصر مدلل جواب آپ حضرات کی خدمت میں حاضر کر دیا آپ لوگوں سے سمجھنے اور انصاف کی اُمید ہے وہابیوں سے گستاخ اور بیہودہ عقیدوں سے توبہ کی اور رب تعالیٰ سے توفیق کی اُمید ہے۔

اب آخر میں عبداللطیف وہابی پر چند سوال کئے جاتے ہیں جن کا جواب دینا اُن پر فرض انسانی و توحیدی ہے۔

سوال نمبر (۱): دوسرے رسالے کے ص۲ عبداللطیف وہابی لکھتا ہے کہ جو شخص یا شیخ عبدالقادر جیلانی الله شیئاً کہے اسکے کفر میں کوئی شک نہیں اس کہنے سے مسلمان کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ نکاح کیلئے ایمان شرط ہے عبداللطیف وہابی کے والد محترم ساری عمر یہ کلمات پڑھتے رہے جب نکاح کیا تو وہ بقول برخوردار کے ٹوٹ گیا اور ٹوٹے نکاح کی اولاد ہوتی کس اولاد سے ہلوا ضرور نہیں، خود عبداللطیف صاحب اپنے متعلق بتائیں کہ وہ والد کے نکاح سے بعد کے ہیں ظاہری بات ہے کہ جب والد صاحب نے یا عبدالقادر شیئاً کہا۔ کیا تو نکاح بقول خود اسکے ٹوٹ گیا۔ بعد میں جناب عبداللطیف افضل کی ولادت ہوئی تو عبداللطیف اس بات کا اقرار کر رہے ہیں کہ وہ ٹوٹے نکاح کی اولاد ہیں بتائیے ہم آپکے متعلق کیا نظریہ قائم کریں اور آپ کو کس قسم کی اولاد سمجھیں۔

دوسرا سوال:۔ عبداللطیف وہابی نے جگہ جگہ یا محمد لکھا ہے اور ساتھ ہی لکھا ہے کہ جسطرح بھی کوئی یا محمد کہے وہ حرام اور شرک ہے تو اس نے اپنے قول کے مطابق خود عبداللطیف مشرک ہوا یا نہیں۔

تیسرا سوال: سب بڑے بڑے وہابی نبی پاک سے یا محمد اور یا رسول اللہ کہہ کر مدد مانگتے رہے فتاویٰ رشیدیہ کتاب العقائد صفحہ نمبر ۹۳ پر رشید احمد گنگوہی نے لکھا

شعر: ـــ مدد کر بہرِ خدا حضرت محمد مصطفےٰ

میری تم سے ہر گھڑی فریاد ہے

یہ شعر پڑھنے جائز ہیں از فتاویٰ رشیدیہ حاجی امداد اللہ ان کے پیر و مرشد کہتے ہیں کہ جو شخص یا احمد دائیں طرف یا محمد بائیں طرف اور یا رسول اللہ کی ضرب دل پر لگائے ایک ہزار دفعہ ایسا کرے تو اس کو جاگتے یا سوتے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو گی۔ قاسم نانوتوی دیوبندی نے لکھا دستگیری کیجئے میرے نبی از قصائد قاسمیہ

اشرف علی تھانوی نے لکھا میں ہوں اور آپ کا دربار یا رسول از نشر الطیب ص ۱۳۶ سرفراز گکھڑوی نے لکھا۔ بدان اے برادر گفتن یا رسول اللہ بطریق تعشق و توسل خارج از بحث است۔ (تسکین الصدور)

(ترجمہ) یعنی محبت اور وسیلے کے لئے یا رسول اللہ کہنا بحث سے خارج ہے۔ حسین احمد مدنی وہابی نے لکھا اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہ پڑھنا جائز ہے (شہاب ثاقب صفحہ ۶۵)

عبداللطیف وہابی یہ بتائے۔ یہ اتنے اتنے بڑے وہابی مشرک ہوئے یا نہیں اور ان کے نکاح ٹوٹے یا نہیں، ان کی اولاد جو ٹوٹے نکاح کے بعد ہوئی ہے وہ حلالی ہے یا غیر حلالی۔ چوتھا سوال، خود عبداللطیف وہابی بھی پہلے وقتوں میں ختم غوثیہ اور یا عبدالقادر المدد پڑھتا رہا اس کا نکاح ٹوٹا یا نہیں اور یا اس نے دوبارہ نکاح پڑھایا نہیں اور ٹوٹے نکاح والی اولاد ہیں اس کا اپنا نظریہ کیا ہے۔ پانچواں سوال اگر اہلسنت والجماعت کے لوگ مسجد غوثیہ یا بازار غوثیہ نام رکھیں تو فرقہ وہابیہ اس کو شرک کہتا ہے۔ لیکن خود وہابیوں نے گجرات میں "شاہ فیصل گیٹ" نام رکھا ہے۔ کیا یہ شرک نہیں؟ اور کیا یہ فیصل کی پوجا نہیں؟ ان سوالوں کا جواب قرآن و حدیث سے دیا جائے کیونکہ تم لوگ بھی گیارھویں شریف کا ثبوت قرآن و حدیث سے مانگتے ہو۔ اتنے عرصے سے تم وہابی لوگ زور لگا رہے ہو کہ نبی کریم کے نام پاک کو ختم

کردیں، مگر تم مٹ گئے۔ نبی پاک کا نام زندہ ہے زندہ رہے گا، اسلئے کہ

توہین کی خباثت سینوں میں ہے تمہارے

مٹ جائیگا جہاں سے نام و نشاں تمہارا

(یہ شعر حضرت حکیم الامت نے بنایا تھا)

خوشخبری

اہلسنت کے لئے یہ خبر انتہائی خوشی کی ہے کہ حضرت حکیم الامت کے شہزادے خلف الرشید اور جانشین صاحبزادہ اقتدار احمد خاں تفسیر نعیمی کے مصنف دوم کی مایۂ ناز تصنیف مجموعۂ فتاویٰ (فتاوی احمدیہ نعیمیہ) عنقریب چھپ کر منظرِ عام پر آرہا ہے۔

بہترین آفسٹ مجلد (اس کے خصوصی فتاوی)

- موجودہ قوالی کی شرعی حیثیت
- گھڑی کے چین کا مسئلہ
- حرکتِ زمین و ثقل و کشش کے سائنسی نظریات کی تردید
- حضرت زلیخا کی زوجیت کا بیان وغیرہ وغیرہ

(کتابت شروع ہو چکی ہے)

